شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

بانی: حضرت اقدس مولانا
شاہ سعید احمد رائے پوریؒ
قدس اللہ سِرّہٗ السّعید
مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

اکتوبر، نومبر 2012ء/ ذیقعدہ، ذی الحج 1433ھ – جلد نمبر 4، شمارہ نمبر ز10، 11 – قیمت فی شمارہ: مبلغ 30 روپے – سالانہ ممبرشپ: مبلغ 180 روپے – تین سالہ ممبرشپ: مبلغ 400 روپے

حضرت اقدس مولانا
ارشادِ گرامی **شاہ عبدالقادر** رائے پوری قدس سرہ
مسند نشین ثانی خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

کی ایک مجلس کا ذکر کرتے ہوئے مرتب ''مجالس حضرت رائے پوریؒ'' حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ لکھتے ہیں:

''احقر حضرت والا کے دوپہر کے دسترخوان کے موقع پر حسبِ معمول منعقد ہونے والی مجلس میں شرکت کے لیے پہنچا۔ اس دوران حضرت مولانا (شاہ) عبدالعزیز صاحب گمتھلوی (حضرت رائے پوری ثالث) کا بھی تذکرہ ہوا۔ اس موقع پر حضرت والا (شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ) نے (حضرت مولانا) سعید احمد کی تعریف فرمائی کہ: ''واقعی سعید، سعید ہے۔'' اور فرمایا: ''دونوں بھائی (حضرت مولانا سعید احمد اور ان کے چھوٹے بھائی رشید احمد) حضرت مولانا (شاہ عبدالعزیز رائے پوری) کے انتظار میں یہاں (رائے پور) پڑے ہیں اور (تعلیم و تربیت کے مراحل) خوب گزار رہے ہیں۔

(مجلس 4/ذی الحج 1365ھ/ 30/اکتوبر 1946ء۔ بروز بدھ۔ بمقام گلزار رحیمی، رائے پور)
(مجالس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ مطبوعہ: مکتبہ سید احمد شہیدؒ، 10 کریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

مجلس ادارت

صدرِ مجلس: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
مدیرِ اعلیٰ: مفتی عبدالخالق آزاد
مدیر: محمد عباس شاد

درسِ قرآن
سعید اور نیک بخت لوگوں کے لیے انعاماتِ خداوندی

درسِ حدیث
سعید اور نیک بخت کون؟

اداریہ
حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کا سانحۂ ارتحال

شخصیات
حضرت رائے پوری رابعؒ؛ نقوشِ زندگی کا ایک مختصر خاکہ

رپورٹ
نمازِ جنازہ اور تدفین کا آنکھوں دیکھا حال

خطباتِ جمعہ
غم کے اس موقع پر صبر و استقامت کی ضرورت

رفتارِ کار
تعزیت کے لیے ادارہ رحیمیہ لاہور میں علما و مشائخ کی آمد

خلفا و مجازین
حضرتِ اقدس کے جانشین، خلفا اور مجازین

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ ٹرسٹ رجسٹرڈ
رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئنز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

کراچی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 9/A بینٹر پوائنٹ سوسائٹی، بلاک نمبر 21
راشد منہاس روڈ، فیڈرل بی ایریا، کراچی
0092-21-36321616,36320707

راولپنڈی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس، N.A-7، سیونتھ روڈ
سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی
0092-51-4581357-58

ملتان کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 30/A، سٹریٹ نمبر 2، خان کالونی
چونگی نمبر 7، ایل ایم کیو روڈ، ملتان
0092-61-6212021

سکھر کیمپس
فلیٹ نمبر 111، 1st فلور، رائل اپارٹمنٹ
ریس کورس روڈ، سکھر
0092-71-5615185

rahimia.org

درسِ قرآن

تشریح: امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

سعید اور نیک بخت لوگوں کے لیے انعاماتِ خداوندی

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝ (105:11) وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ (108:11)

(جب وہ دن آئے گا تو کوئی شخص اللہ کی اجازت کے بغیر، بات بھی نہ کر سکے گا۔ سواُن میں سے بعض شقی اور بد بخت ہیں اور بعض سعید اور نیک بخت ہیں۔...اور جو لوگ سعید اور نیک بخت ہیں، وہ جنت میں ہوں گے، اُس میں ہمیشہ رہیں گے، جب تک آسمان وزمین قائم ہے، مگر یہ کہ جب تک تیرا رب چاہے۔ یہ بے انتہا عطیۂ خداوندی ہے۔)

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ (جب وہ دن آئے گا تو کوئی شخص اللہ کی اجازت کے بغیر، بات بھی نہ کر سکے گا۔) اس دنیا کے نظام میں انسان کو ایک حد کے اندر مکمل آزادی دی گئی ہے۔ وہ یہاں اپنی قوتِ فیصلہ کے مطابق عمل کر سکتا ہے، مگر آئندہ زندگی کے نظام میں یہ بات نہیں ہوگی۔ وہاں انسان اس طرح آزاد نہیں ہوگا۔ وہاں وہ بات بھی اجازت کے بغیر نہیں کر سکے گا۔

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝ (سواُن میں سے بعض شقی اور بد بخت ہیں اور بعض سعید اور نیک بخت ہیں۔) جن لوگوں کو وہاں بولنے کی اجازت دی جائے گی، ان کی اب دو جماعتیں ہو جائیں گی: ایک سعید اور نیک بخت اور دوسری شقی اور بد بخت جماعت۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ (اور جو لوگ سعید اور نیک بخت ہیں، وہ جنت میں ہوں گے) جو ان میں سے سعید اور نیک بخت ہوں گے، وہ جنت کے اونچے مقام میں ہوں گے، جو ان کی سعادت اور فطری نیک بختی کا بہترین مقام اور نتیجہ ہوگا۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ (اُس میں ہمیشہ رہیں گے، جب تک آسمان وزمین قائم ہے۔ مگر یہ کہ جب تک تیرا رب چاہے۔) جنت میں وہ اس وقت تک رہیں گے، جب تک یہ آسمان وزمین قائم ہیں۔ کیوں کہ ہم جب طویل سے طویل زمانے کا تصور کرتے ہیں تو اپنے ماحول کے اعتبار سے بڑی مدت یہ ہی خیال میں آتی ہے۔ دراصل مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (جب تک آسمان وزمین قائم ہے) وغیرہ الفاظ، محاوراتِ عرب میں لامحدود زمانہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اور یہ زمانہ حق تعالیٰ ہی کے علمِ غیر متناہی کے ساتھ مختص ہے، جس کو مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ (جب تک تیرا رب چاہے) سے ادا کیا۔

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ (یہ بے انتہا عطیۂ خداوندی ہے۔) یہ ایک غیر منقطع عطیہ ہے، جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ یعنی وہ جنت میں فائدہ اٹھاتے رہیں گے، جب تک کہ اس سطح (جنت والی سطح) کے زمین وآسمان قائم ہیں۔ مگر جب یہ زمین ختم ہو جائے گی تو بھی ان کو یہ نعمت بدستور ملتی رہے گی۔ یعنی ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی اور اس کی نعمتوں میں ترقی ہوتی رہے گی۔

ان آیاتِ مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ ابتدا سے ہی سعید اور نیک فطرت ہوتے ہیں، وہ نہ صرف دنیا میں مسلسل ترقیات حاصل کرتے رہتے ہیں، بلکہ آخرت میں جنت کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور پھر ہمیشہ ہمیشہ اس میں قیام فرما ہوتے ہیں اور اسی میں ان کی ترقیات ہوتی رہتی ہیں۔ اس طرح وہ لامحدود عنایاتِ خداوندی سے فیض یاب ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے سعادت مند لوگ اللہ کے انعام یافتہ ہوتے ہیں، جو انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کی صورت میں انسانیت کی رہنمائی کرنے اور دُنیوی اور اُخروی ترقیات حاصل کرتے رہتے ہیں۔

درسِ حدیث

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب

سعید اور نیک بخت کون؟

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنهٗ، قال:

قال رسول الله صلّی الله علیه و سلّم: ''اَلسّعید مَن سَعِدَ فی بطن اُمّه.''

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سعید اور نیک بخت وہ فرد ہے، جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہی سعید اور نیک بخت ہوتا ہے۔'') **(رواہ الطبرانی فی المعجم الاوسط و الصغیر)**

اس حدیثِ مبارکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بخت انسانوں کی فطری اور بنیادی اساس کی نشان دہی کی ہے۔ اور یہ بات واضح کی ہے کہ دنیا میں جو فرد نیک بخت ہوتا ہے اور سعادت مندی اور نیکی کے کاموں کو غالب کرنے کے لیے کام کرتا ہے، وہ دراصل ماں کے پیٹ سے ہی فطری سعادت اور نیک بختی لے کر پیدا ہوتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''فرشتہ جب رحمِ مادر میں انسان کی روح اس کے جسم میں ڈالتا ہے تو چار باتوں اعلان کرتا ہے۔ ان میں ایک ان کے شقی اور سعید ہونے کے بارے میں بھی ہے۔'' جو لوگ سعید اور نیک بخت ہوتے ہیں، وہ اپنی پوری زندگی فطری سعادت اور نیک بختی کی حالت میں گزارتے ہیں اور ان کا بہترین مقام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں قیام کی صورت میں ہوتا ہے۔

سعید اور نیک بخت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایسا سعید فرد فطرتِ انسانی کے اصولوں کو دنیا میں غالب کرنے کے لیے جدوجہد اور کوشش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سعادت اور نیک بختی کے انتہائی مقام پر انبیا علیہم السلام فائز ہوتے ہیں، جو دنیا میں بلاتفریق رنگ، نسل، مذہب تمام انسانوں کے فائدے اور ان کی دُنیوی اور اُخروی سعادت کے حصول کے لیے جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں۔ وہ ملاءِ اعلیٰ کے احکامات کے مطابق دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے، امن وامان کو فروغ دینے، انسانیت کی خوش حالی اور ترقی کے لیے جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں۔ انبیاؑ کے جانشین، صدیقین اولیاءاللہ کی عظیم الشان جماعت ہوتی ہے اور وہ بھی انھی کے نقشِ قدم پر چل کر دینِ اسلام کے غلبے اور انسانیت کے مفاد کے لیے کام کرتے ہیں۔

ہر دور کے سچے اولیاءاللہ ایسے ہی سعادت مند اور نیک بخت لوگوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور اپنی فطری سعادت کی وجہ سے باوجود مصائب اور مشکلات کے اپنے جان اور مال کو انتہائی اولوالعزمی کے ساتھ اللہ کے راستے میں قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ ایسے سعید اور نیک فطرت لوگ اپنے تمام ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر محض رضائے الٰہی کے حصول کے لیے انسانیت کی ترقی اور فلاح و بہبود کا کام کرتے ہیں۔ ایسے ماحول میں، جہاں شقی اور بد بخت لوگ انسانوں کو یرغمال بناتے ہیں اور ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں۔ اور جہاں طاغوتی اور سرکش قوتیں انسانیت کا استحصال کرتی ہیں تو سعید اور نیک بخت لوگ ہر ایسے ظلم، ناانصافی اور استحصالی نظام کے خلاف بڑی جرأت وہمت کے ساتھ جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں۔

ایسے لوگوں کی سعید فطرت کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ انفرادیت کے بجائے اجتماعیت کو فروغ دینے، سعید اور نیک بخت لوگوں کی اجتماعی طاقت کو منظم کرنے کے لیے بھی انتہا درجے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی ابتدائی زندگی سے ہی ایسی فطری سعادت مندی کے حامل ہوتے ہیں اور ہمہ وقت انسانیت کی خیرخواہی کی سوچ رکھنے والے اولوالعزم انسان بن کر عملی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کے فکری اور عملی کام کا اثر رہتی دنیا تک اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ ایسے سعید لوگ، سعید روحوں کو اپنے گرد اکٹھا کر کے مستقبل کی تعمیر وتشکیل کے لیے انھیں منظم کر دیتے ہیں۔

rahimia.org

اداریہ

موتُ العالِم موتُ العالَم

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کا سانحۂ اِرتحال

ایک عظیم رہبر اور دینی رہنما کا وِصال

یہ خبر انتہائی افسوس اور دلی قلق کے ساتھ دی جا رہی ہے کہ برعظیم پاک و ہند کی عظیم خانقاہ، خانقاہِ عالیہ رحیمیہ قادریہ عزیزیہ کے مسند نشین حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس اللہ سرہٗ السعید، بانی و سرپرستِ اعلیٰ ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور اس عالم فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرتِ اقدس قدس سرہٗ مؤرخہ 8/ذی قعدہ 1433ھ/ 26/ستمبر 2012ء کی صبح 9:35 پر اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ بلاشبہ آپ اپنے مشائخ قدس اللہ اسرارہم کی تمام نسبتوں کے حامل مربی و مرشدِ برحق، اپنے وقت کے عالم ربانی، متبع شریعتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی سیاسی، معاشی، سماجی اور اجتماعی تعلیمات کی رہنمائی دینے کے حوالے سے کامل رہبر و رہنما تھے۔ آپؒ کا سانحۂ ارتحال دین اسلام کے قافلہ سالاروں پر مشتمل رہنماؤں کے ایک دور کا خاتمہ ہے۔ آپ اپنے اکابرین کی عظیم نشانی تھے۔ ولی اللّٰہی سلسلۂ تحریک کے متحرک رہنما تھے۔ مشائخ رائے پور کی روایات کے امین تھے۔ اُن سے نسبتِ قویہ رکھتے تھے اور ہر دم دین اسلام کے غلبے کی جدوجہد کے لیے کوشاں رہتے تھے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ جنوری 1926ء میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے ایک عظیم والدِ گرامی کی گود میں پرورش پائی۔ 5 سال کی عمر میں ہی برعظیم پاک و ہند کے عظیم رہبر و رہنما حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی صحبت میں رائے پور تشریف لے گئے۔ اور مسلسل 32 سال تک ان کے فیضانِ صحبت سے مستفید ہوتے رہے۔ پھر ساری زندگی انھیں کا رنگ آپؒ پر غالب رہا۔ حضرت رائے پوری ثانیؒ نے ہی آپؒ کی ظاہری و باطنی تعلیم کا اہتمام کیا۔ اس دوران آپؒ نے برصغیر پاک و ہند کے عظیم رہنماؤں کی صحبت سے انسانی رہنمائی کی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ آپؒ نے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی زیرنگرانی، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ، مفتیِ اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، حضرت مولانا شاہ محمد الیاس دہلوی قدس سرہٗ، رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوری، مولانا مفتی سعید احمدؒ مفتیٔ اعظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ وغیرہ عالی مقام اساتذہ اور مشائخ سے تعلیم و تربیت اور دینی رہنمائی کا طریقہ اور اصول و ضوابط سیکھے۔ یہ وہی سلسلۂ شریعت و طریقت و سیاست ہے، جو امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ سے ہوتا ہوا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتا ہے۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ السعید نے اپنے مشائخ سے دینی رہنمائی کا نبوی طریقۂ تعلیم و تربیت سیکھا۔ پھر ان کے سچے جانشین بنے اور ان کے بعد اس طریقے کے رہبر و رہنما بنے۔ آپ کو 1950ء میں حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اپنا خلیفہ مجاز بنایا اور خاص طور پر نوجوانوں میں اس سلسلے کے فروغ کے لیے آپ کے کاندھوں پر عظیم ذمہ داری ڈالی۔ بلاشبہ آپؒ نے اپنے مشائخ کی نسبتِ قویہ اور ان کے سلسلۂ طریقت و رہنمائی کو پورے طور پر قبول کیا اور اسلام کا انقلابی پیغام اگلی نسل میں منتقل کرنے کے لیے بڑی عظیم الشان جہدِ مسلسل کی ہے۔

دینی رہنمائی کا فریضہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اپنے دور کے معروضی حالات کو سامنے رکھ کر نوجوان نسل تک دین اسلام کی سچی تعلیمات منتقل کی جائیں۔ گزشتہ صدی میں برعظیم پاک و ہند عالم گیر تبدیلیوں کی زد میں رہا ہے۔ ایسے حالات میں دینی تعلیمات سے آگہی کے حوالے سے انسانیت بڑے تذبذب کا شکار رہی ہے۔ ایک طرف مذہب کے انکار کی تحریکات تھیں جنھوں نے بہت سے فتنوں کو جنم دیا۔ دوسری طرف مذہب کی نمائندگی کرنے والوں نے مذہب کو اپنے ذاتی و گروہی اور طبقاتی مفادات کے لیے استعمال کیا۔ اس تناظر میں کالجز اور یونیورسٹیز میں پڑھنے والے نوجوان، دین اسلام کی تعلیمات کے حوالے سے بڑے تذبذب کا شکار رہے۔ ایسے حالات میں ایک ایسے صحیح رہنما اور سچے رہبر اور مربی کی ضرورت تھی، جو بدلتے ہوئے حالات میں نوجوان نسل کی رہنمائی کرے۔ چناں چہ حضرتِ اقدسؒ نے دین حق کے اعلیٰ شعور کو منتقل کرنے کے لیے مذکورہ بالا اکابرین بالخصوص حضرات مشائخ رائے پور اور حضرت حاجی امداد اللہؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت سندھیؒ اور حضرت مدنیؒ وغیرہم کے افکار و خدمات سے نوجوانوں کو روشناس کرایا اور یوں ایک عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے مشائخ خاص طور پر حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اور حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے گزشتہ صدی کے اوائل میں اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق جس طرح دینی رہنمائی فرمائی تھی، اسی طرح گزشتہ صدی کے اواخر اور اس صدی کے اوائل میں حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اور حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے دینی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان حضرات و مشائخ نے بھٹکی ہوئی انسانیت کو سیدھی راہ پر لگایا۔ دین اسلام کی جامع تعلیمات کا گہرا شعور عطا فرمایا۔ شریعتِ مقدسہ کی اہمیت اور اس کی سچی اتباع کی دعوت دی۔ تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کے سلسلۂ طریقت کو نئے انداز و اسلوب سے آگے بڑھایا۔ مشکل حالات میں دین اسلام کی جامع سیاسی، معاشی اور سماجی تعلیمات کا ایسا واضح انقلابی شعور دیا، جس سے سچے دین سے انکار کرنے والے لوگوں کی غلط سوچ کی مزاحمت ہوئی اور مذہب کو اپنے ذاتی اور گروہی مفادات کے لیے استعمال کرنے والوں کی سازشوں کا پول کھل گیا۔ نوجوان نسل نے حضرت اقدس قدس سرہٗ کی رہنمائی میں دین حق کی سچی تعلیمات سے شعوری آگہی پائی، اپنی اجتماعیت کو منظم کیا اور یوں بڑے حوصلے اور جرأت و ہمت سے اپنے اندر کام کرنے کا شعوری جذبہ بیدار کیا۔

حضرتِ اقدس قدس سرہٗ السعید نے مسلسل 62 سال (1950ء سے 2012ء) تک دینی رہنمائی کے حوالے سے ایسا شان دار دور گزارا ہے، جس کے اثرات صدیوں تک انسانی زندگی پر پڑتے رہیں گے۔ آپؒ کے سانحۂ ارتحال سے گو دینی رہنمائی کے ایک دور کا خاتمہ ہوا، لیکن آپ نے اپنی جدوجہد اور قربانی سے ایک ایسی تربیت یافتہ جماعت تیار کر دی، جو اپنے مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے نقشِ قدم پر چل کر اس سلسلۂ شریعت، طریقت اور سیاست کو آنے والی نسل کی طرف منتقل کرنے کے لیے دینی شعور کے جذبے سے سرشار ہے۔ آپؒ نے مشکل حالات اور مصائب کا مقابلہ کرتے ہوئے بڑی کامیابی کے ساتھ جدوجہد کی ہے۔ حضرت اقدس قدس سرہٗ السعید اگرچہ اس دنیا میں نہیں رہے، لیکن اپنے مشائخ کی طرح آپؒ کا فیض جاری ہے۔ نوجوان اس سانحۂ ارتحال سے دل برداشتہ ہونے کے بجائے، ان کے نقشِ قدم پر چلنے کے لیے زیادہ ذمہ داری، بلند حوصلے، انتہائی جرأت و ہمت کے ساتھ کام کرنے کے لیے ہمہ تن پُرعزم اور جوش و جذبے سے سرشار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت اقدس قدس سرہٗ السعید کو نہایت بلند و بالا درجات نصیب فرمائے۔ اور ان کے فیض سے انسانیت کو سیراب کرنے اور ہمیں پوری دل جمعی اور ہمت و جرأت سے ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین! (مدیرِ اعلیٰ)

حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ

نقوشِ زندگی کا ایک مختصر خاکہ

تحریر: مفتی عبدالخالق آزاد

☆ آپؒ کی پیدائش رجب 1344ھ/ جنوری 1926ء کو حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے گھر، اپنے آبائی وطن گمتھلہ، ضلع کرنال (اب صوبہ ہریانہ، انڈیا) میں ہوئی۔

☆ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے آپؒ کا اسم گرامی سعید احمد رکھا۔

☆ پانچ سال کی عمر میں آپؒ کی والدۂ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد آپؒ اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے سایۂ شفقت میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں قیام پذیر ہوگئے۔

☆ آپؒ کی تعلیم کا آغاز حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے قائم کردہ مکتبِ قرآنی میں ہوا۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے آپؒ کو پہلی ''بسم اللہ'' پڑھائی۔ اور خانقاہ رائے پور میں قائم مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی میں شیخ القرآن حضرت مولانا خدابخش سے قرآنِ حکیم پڑھنا شروع کیا۔ جب آبائی وطن گمتھلہ جاتے تو حافظ مقصود احمد نوشہرویؒ سے پڑھتے اور جب اپنے ننھیالی گاؤں سکروڈھ ضلع سہارن پور میں تشریف لے جاتے تو حضرت قاری حافظ ولی محمد صاحبؒ سے قرآنِ حکیم کی تعلیم حاصل کرتے۔ حفظِ قرآنِ حکیم کی تکمیل خانقاہِ رائے پور کے ''مدرسہ فیض ہدایت'' میں ہوئی۔

☆ ابتدائی فارسی اور عربی کی تعلیم سکروڈھ میں حضرت مولانا محمد یعقوب بن نور محمد حصارویؒ سے حاصل کی، جو کہ حضرت مولانا حسین احمد علویؒ کے بہنوئی ہوتے تھے۔

☆ درسِ نظامی کے ابتدائی درجات کی کتب آپؒ نے اپنے والدِ گرامی حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سے پڑھیں۔ انھوں نے آپؒ کو ''شرح جامی'' تک کی تمام درسی کتابیں پڑھائیں۔ آپؒ کو جب بھی کوئی کتاب شروع کرواتے تو حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ اگر خانقاہ میں موجود ہوتے تو ان سے کتاب کا آغاز کرواتے۔

☆ ''تفسیر جلالین'' تک کی کتابیں آپؒ نے حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ (بھانجے حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، متولی خانقاہ رائے پور و رُکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند) سے پڑھیں۔ تفسیر جلالین کا کچھ حصہ حضرت مولانا عبداللہ دھرم کوٹی اور مشکوٰۃ شریف کا کچھ حصہ حضرت مولانا عبداللہ رائے پوری شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ جالندھر (بعد میں ساہیوال) سے پڑھا۔

☆ رمضان المبارک 1367ھ/ 1947ء میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے آپؒ کو اپنا امام نماز مقرر فرمایا۔

☆ درسِ نظامی کے آخری دو سال کی تعلیم کے لیے آپؒ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور تشریف لے گئے، جہاں آپؒ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے بخاری شریف، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبداللطیفؒ سے ترمذی شریف، حضرت مولانا منظور احمدؒ سے مسلم شریف اور حضرت مولانا اسعداللہ صاحب (بعد میں ناظم مدرسہ) سے طحاوی شریف، ابن ماجہ اور حدیث کی دیگر کتابیں پڑھیں۔ مدرسہ مظاہر العلوم کے رئیس دارالافتا مفتی سعید احمد صاحبؒ سے مشکوٰۃ شریف اور شمائل وغیرہ پڑھیں۔ اور حضرت مولانا محمد امیر کاندھلویؒ سے ہدایہ آخرین وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ اس طرح آپؒ نے 1368ھ/ 1949ء میں مدرسہ مظاہر العلوم سے تمام علومِ دینیہ کی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔

☆ آپؒ نے طالبِ علمی ہی کے زمانے میں 1939ء میں حضرت رائے پوریؒ ثانی کی سرپرستی میں نوجوانوں کے لیے قائم ہونے والی جماعت ''حزب الانصار'' میں شمولیت اختیار کی۔ اس جماعت کے صدر، امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے شاگرد حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ تھے، جو بعد میں خانقاہ کے متولی بنے۔

☆ حضرت رائے پوریؒ کی زیرسرپرستی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ کے ساتھ وابستہ ہوکر ہندوستان کی آزادی کے لیے سیاسی جدوجہد کا شعور حاصل کیا۔ اس دوران خانقاہ میں تشریف لانے والے عظیم رہنمایانِ دین اور مشائخ حضرات، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، امیر تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ، رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ وغیرہ کی صحبت سے مستفید ہوئے اور ان کی سیاسی مجالس میں شرکت کی۔

☆ ظاہری تعلیم و تربیت کے بعد آپؒ کو حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اپنی خصوصی تربیت اور نگرانی میں لے لیا اور ایک سال میں سلوک کی تکمیل کروائی۔

☆ سلوک کی تکمیل اور سلسلۂ رائے پوری کی نسبت کے حصول کے بعد 1369ھ/ 1950ء میں آپؒ کو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

☆ 1950ء کے اواخر میں آپؒ ہندوستان سے پاکستان تشریف لائے۔ اور سرگودھا میں اپنے والدِ گرامی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے پاس قیام فرما ہوئے۔

☆ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے آپؒ کو پاکستان اور ہندوستان کے اپنے اسفار میں اپنے ساتھ رکھا اور سکولز اور کالجز کے نوجوانوں میں کام کرنے کا حکم دیا۔

☆ 1950ء سے 1967ء تک آپؒ نے خانقاہی سلسلے کے فروغ کے ساتھ ساتھ نوجوانوں میں دین کے غلبے کے فروغ کی جدوجہد اور کوشش کو بھی جاری رکھا۔

☆ 16/ اگست 1962ء کو آپؒ کے شیخ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا وصال ہوا تو اس کے بعد آپؒ اپنے والدِ گرامی حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی زیرسرپرستی سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فروغ اور مدارسِ دینیہ اور کالجز و یونیورسٹیز کے نوجوان طلبا میں دینی شعور کے فروغ کے لیے کام کرتے رہے۔

☆ 1967ء میں آپؒ نے سرگودھا میں کالجز اور مدارسِ اسلامیہ کے نوجوان طلبا کی تعلیم و تربیت اور ان میں تحریک پیدا کرنے کے لیے ''جمعیت طلبائے اسلام'' قائم کی۔ اس کے افتتاحی اجلاس میں حضرت رائے پوری ثانی کے مجازین حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ اور حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحبؒ (تلمبہ) بھی تشریف فرما تھے۔

☆ 1970ء میں جمعیت علمائے اسلام کے اجلاس منعقدہ سرگودھا میں جمعیت کے انتخابی منشور میں انقلابی دفعات شامل کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔

☆ 1973ء سے 1976ء تک جمعیت علمائے اسلام کے ترجمان رسالے ''ترجمانِ اسلام'' کی مجلس ادارت میں آپؒ نے کام کیا۔

☆ 1974ء میں آپؒ کی سرپرستی میں جمعیت طلبائے اسلام کے نوجوانوں نے ''تحریک

rahimia.org

حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ

نقوشِ زندگی کا ایک مختصر خاکہ

تحفظ ختم نبوت'' میں بھرپور کردار ادا کیا۔

☆ **1974**ء میں ہی آپؒ کی سرپرستی میں جمعیت طلبائے اسلام کا ترجمان ''عزم'' سیریز کی شکل میں شائع ہونا شروع ہوا، جو اب تک نامساعد حالات کے باوجود اپنا تسلسل برقرار رکھے ہوئے ہے۔

☆ فروری **1987**ء میں آپؒ نے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات اور ان کے سلسلے کے علما کی عظیم الشان انقلابی جدوجہد سے نوجوانوں کو آگاہ کرنے اور دین اسلام کا انقلابی شعور پیدا کرنے کے لیے ''تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی'' کے نام سے ایک جماعت قائم کی۔

☆ **15**/جنوری **1988**ء/**1409**ھ بروز جمعۃ المبارک کو خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور (انڈیا) میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے آپؒ کو سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

☆ **1990**ء میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے سلسلے کے علمائے ربانیین کے تحریر کردہ دینی لٹریچر کی نشر و اشاعت کے لیے ''شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن'' قائم کی۔ یہ فاؤنڈیشن اب تک علمائے ربانیین کے تحریر کردہ **70** کے قریب پمفلٹس شائع کر چکی ہے۔ جس سے نوجوان مستفید ہو رہے ہیں۔

☆ **3**/جون **1992**ء کو آپؒ کے والدِ گرامی اور شیخ ثانی حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کا وصال ہوا۔ اس کے بعد سے سلسلۂ رائے پور کے فروغ کی تمام تر ذمہ داری آپؒ کے کاندھوں پر آ گئی۔ اس ذمہ داری کو سرانجام دینے کے لیے آپؒ نے بڑا کام کیا۔

☆ اس دوران آپؒ نے ہندوستان اور پاکستان میں سلسلۂ عالیہ رائے پور کے وابستگان کی ظاہری اور باطنی تربیت کے لیے مسلسل اسفار فرمائے۔ اسی حوالے سے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور ضلع سہارن پور (انڈیا) میں آپؒ کا متعدد مرتبہ قیام ہوا۔

☆ **14**/ستمبر **2001**ء کو آپؒ نے لاہور میں ''ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ'' قائم فرمایا، جس میں آپؒ کی سرپرستی میں نوجوانوں میں قرآنی علوم کے فہم و شعور کی جامع تعلیم و تربیت کا نہایت عمدہ اہتمام کیا گیا۔ اسی مرکز میں بیٹھ کر آپؒ نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فروغ کے لیے بڑی جدوجہد اور کوشش فرمائی۔ پھر گزشتہ سالوں میں کراچی، سکھر، ملتان اور راولپنڈی میں بھی ادارہ رحیمیہ کے ریجنل کیمپسز آپؒ کی سرپرستی میں قائم ہوئے۔

☆ **2001**ء میں ہی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ میں آپؒ کی سرپرستی میں دارالافتا قائم کیا گیا، جس میں دینی مسائل کے حوالے سے شریعتِ اسلام اور فقہ کی روشنی میں جید مفتیانِ کرام عوام الناس کی رہنمائی کر رہے ہیں۔

☆ **2002**ء میں آپؒ نے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ سے الحاق کرنے والے مدارسِ دینیہ کا ایک بورڈ ''نظام المدارس الرحیمیہ پاکستان'' کے نام سے قائم کیا، جس میں ملک بھر کے پچاس سے ساٹھ کے قریب مدارس ملحق ہیں اور ان میں شب و روز حفظِ قرآنِ حکیم، تفسیر، حدیث، فقہ اور علومِ دینیہ کی تعلیم کا عمدہ نظام قائم ہے۔

☆ **2004**ء میں آپؒ کی سرپرستی اور نگرانی میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علوم و افکار سے نوجوان نسل کو متعارف کرانے کے لیے ملک بھر میں ''شاہ ولی اللہ سیمینارز'' کے عنوان سے بڑے سیمینارز کا اہتمام کیا گیا، جس میں ملک بھر کے تمام بڑے شہروں میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے افکار و تعلیمات اور جدوجہد و کوشش سے نوجوان نسل کو آگاہ کیا گیا اور ان کے سلسلے کے سچے علمائے ربانیین کا تعارف کرایا گیا۔

☆ **2007**ء میں آپؒ کی سرپرستی میں جنگِ آزادی **1857**ء کے ڈیڑھ سو سال مکمل ہونے پر ملک بھر میں سیمینارز کا اہتمام کیا گیا۔ خاص طور پر لاہور، کراچی، پشاور، راولپنڈی، ملتان اور سکھر میں برعظیم پاک و ہند کی آزادی کی تحریک سے نوجوانوں کو متعارف کرانے کے لیے بڑے سیمینارز منعقد ہوئے۔

☆ آپؒ کی تعلیم و تربیت سے جہاں ہزاروں نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد فیض یاب ہوئی، وہاں باصلاحیت علما اور فضلا نے بھی آپؒ سے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں سلوک و احسان کی تعلیم و تربیت حاصل کی اور باطنی فیضان اور نسبت کے حامل بنے۔ تربیت کے بعد آپؒ نے تیس حضرات کو اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

☆ رمضان **1367**ھ/ **1947**ء سے لے کر شوال **1429**ھ/ **2008**ء تک، **63** سال تک آپؒ نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مشائخ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے زمانے میں اور اپنے دورِ خلافت میں نمازوں کی امامت کرائی۔ شوال **1429**ھ/ **2008**ء میں آپؒ عارضۂ قلب اور گھٹنوں کی تکلیف کے سبب معذور ہو گئے تو آپؒ نے راقم سطور کو امامِ نماز مقرر فرمایا۔

☆ جنوری **2009**ء سے آپؒ کی زیرسرپرستی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور سے ماہنامہ ''رحیمیہ'' کا آغاز ہوا، جو گزشتہ **4** سالوں میں بڑے اہتمام کے ساتھ مقررہ تاریخ پر قارئین کی رہنمائی کے لیے شائع ہو جاتا ہے۔

☆ مئی **2009**ء میں ''رحیمیہ مطبوعات'' کے نام سے نشر و اشاعت کا ایک ادارہ قائم کیا، جس میں علمائے حق کی کتابیں تحقیق کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔

☆ جولائی **2009**ء سے آپؒ کی زیرسرپرستی ایک تحقیقی سہ ماہی مجلّہ ''شعور و آگہی'' کا آغاز ہوا، جو اب تک اپنی تحقیقی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے بڑے اہتمام کے ساتھ ہر سہ ماہی میں تسلسل کے ساتھ بروقت شائع ہو رہا ہے۔

☆ **2009**ء میں آپؒ نے اپنے خلفا اور متوسلین کی تربیت کے لیے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ عمرہ کے دوران حرم کی پاک سرزمین میں ان حضرات کی تربیت کا سلسلہ چلتا رہا۔ اسی دوران حرمین شریفین، بالخصوص جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ اور مدینہ یونیورسٹی کے اساتذۂ حدیث نے آپؒ سے سلسلۂ حدیث کی سند حاصل کی۔

☆ آپؒ نے اپنی پوری زندگی پاکستان اور ہندوستان میں تعلیمی، تربیتی اور اصلاحی دورہ جات کا اہتمام رکھا۔ ہمہ وقت آپؒ نوجوانوں کی تربیت کے لیے اسفار کی صعوبت برداشت کرتے رہے۔ خاص طور پر آپؒ نے ہندوستان میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے **1999**ء اور **2006**ء تا **2009**ء ہر سال مسلسل اسفار کیے اور وہاں قیام کیا۔

☆ **2010**ء میں آپؒ نے اپنے خلفا اور متوسلین کے ہمراہ اپنی زندگی کا آخری حج ادا فرمایا۔ اگرچہ اس سے قبل آپ کئی حج ادا کر چکے تھے، لیکن خلفا اور متوسلین کے اصرار پر باوجود ضعف اور کمزوری کے ان کی دل جوئی اور ان کی تعلیم و تربیت اور باطنی نسبت کی ترقی کے لیے یہ سفرِ حج فرمایا۔ اور اس دوران بہت کچھ باطنی فیوض و برکات سے اپنے متعلقین کو مستفیض فرمایا۔

☆ **9**/ستمبر **2012**ء کو آپؒ کو دوسری دفعہ دل کا عارضہ لاحق ہوا اور اس کے بعد تقریباً **18** روز تک بیمار رہ کر مؤرخہ **8**/ذی قعدہ **1433**ھ/ **26**/ستمبر **2012**ء، بروز بدھ، بوقت صبح **9:35** پر تقریباً **90** سال کی عمر میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

rahimia.org

حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کا سفرِ آخرت

رپورٹ : محمد عباس شاد

نمازِ جنازہ اور تدفین کا آنکھوں دیکھا حال

برصغیر پاک و ہند کے معروف روحانی مرکز، خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین اور ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے بانی اور سرپرستِ اعلیٰ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ مؤرخہ 26/ستمبر بروز بدھ کو بوقت صبح 9:35 پر دو ہفتوں کی علالت کے بعد تقریباً 90 سال کی عمر میں لاہور میں انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

اُن کی وفات کی خبر پورے ملک کے دینی اور قومی حلقوں میں انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی۔ آپؒ کی وفات کو ایک عظیم انسانی المیے سے تعبیر کیا گیا۔ آپؒ کی وفات کے نتیجے میں پیدا ہونے والا خلا کسی صورت پورا ہونا ممکن نہیں ہے۔ تاہم آپؒ کی تیار کی ہوئی جماعت ان کے مشن کی تکمیل کے لیے پُرعزم ہے۔ آپؒ کی وفات حسرتِ آیات کی خبر کو الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے نمایاں طور پر شائع اور نشر کیا۔ ملک کے مشہور اخبارات اور ٹی وی چینلز مثلاً جیو نیوز، دنیا نیوز، ایکسپریس نیوز، رائل ٹی وی، City-42، اور اسی طرح اخبارات میں روزنامہ دنیا، روزنامہ ایکسپریس، روزنامہ جنگ، روزنامہ City-42، روزنامہ نوائے وقت اور روزنامہ وقت نے آپؒ کی وفات کی خبر کو نشر کیا۔ اور بعض ایف ایم ریڈیو چینلز نے بھی خصوصی بلیٹن جاری کیے۔ City-42 ٹی وی چینل نے آپؒ کی نمازِ جنازہ کے مناظر لائیو نشر کیے۔

آپؒ کی وفات کی خبر ملک بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور ملک کے کونے کونے سے ادارہ رحیمیہ میں فون کالز آنی شروع ہوگئیں۔ غم سے نڈھال سلسلے کے متعلقین اور وابستگان آپؒ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے بے تاب تھے۔ چناں چہ 27/ستمبر 2012ء بروز جمعرات سہ پہر 2:30 بجے آپؒ کی نمازِ جنازہ کا وقت طے پایا۔ ملک بھر سے متوسلین اور وابستگان سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور، لاہور آنا شروع ہوگئے۔ 27/ستمبر کی صبح لوگوں کی بھاری تعداد ادارہ رحیمیہ میں جمع ہوگئی۔ حضرتِ اقدس کے جسدِ مبارک کو عام زیارت کے لیے آپؒ کے حجرہ مبارک میں رکھ دیا گیا، جہاں کبھی خود حضرتِ اقدس ملک بھر سے آنے والے اپنے عقیدت مندوں کو شرفِ ملاقات کا موقع فراہم کیا کرتے تھے۔ آج حضرت اپنے حجرے میں خاموش لیٹے تھے اور چہرے پر اطمینان اور سکینت کا عالم طاری تھا اور زیارت کرنے والی ہزاروں اشکبار آنکھیں آپؒ کے چہرۂ مبارک کی زیارت سے مستفیض ہو رہی تھیں۔ آپؒ کی زیارت کے انتظامات انتہائی نظم و ضبط کے حامل تھے، جو آپؒ کی تربیت کے ایک پہلو کا واضح مظہر تھا۔ چناں چہ ہزاروں افراد نے انتہائی ڈسپلن اور نظم و ضبط میں رہتے ہوئے آپؒ کی زیارت کی، جو صبح دس بجے سے دوپہر دو بجے تک جاری رہی۔

جیسے ہی آپؒ کے جسدِ مبارک کو جنازہ گاہ کی طرف لے جانے کے لیے ادارہ رحیمیہ سے باہر نکالا گیا تو ہر شخص اپنا کندھا آپؒ کو پیش کر رہا تھا۔ نمازِ جنازہ کے لیے آپؒ کو ادارہ رحیمیہ سے متصل وارث روڈ گراؤنڈ میں منتقل کیا گیا۔ جہاں ہزاروں عقیدت مندوں کا مجمع آپؒ کا منتظر تھا۔ پوری قوم کے فکر و غم کو اپنے کندھوں پر اٹھانے والے حضرتِ اقدسؒ، آج اپنے مشن کے لیے تیار کیے ہوئے نوجوانوں کے کندھوں پر اپنا سفرِ آخرت جاری رکھے ہوئے تھے۔ جوں ہی آپؒ کی میت کو نماز کے لیے رکھا گیا تو چاروں طرف سے عوام کا بے پناہ ہجوم جنازگاہ کی طرف اُمڈ آیا۔ آپؒ کی نمازِ جنازہ سے قبل آپؒ کے خلیفہ مجاز اور صدر نظام المدارس الرحیمیہ پاکستان حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی نے غم انگیز اور رندھی ہوئی، مگر پُرعزم اور حوصلوں کو مہمیز دینے والی آواز میں آپؒ کی قومی و ملّی اور اجتماعی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا اور ملک کے مختلف شہروں سے آئے ہزاروں وابستگان اور عقیدت مندوں کے اجتماع سے خطاب کیا۔

انھوں نے فرمایا: ”حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اس ظلمتوں بھرے دور میں مینارۂ نور ہے۔ انھوں نے اپنی تمام تر زندگی سامراجی نظاموں کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے گزاری۔ انھوں نے ایک طرف لادینیت اور دہریت کے خلاف بند باندھا تو دوسری طرف سرمایہ دارانہ نظام کی تباہ کاریوں کے مقابلے کا حوصلہ بخشا۔ وہ پاکستان میں تاریخ اسلام کے عظیم اسلاف کے نظریات کے مبلغ تھے۔ انھوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اور ان کی جماعت کے تاریخی شعور اور تسلسل کے ذریعے ملک بھر کے دینی اداروں، کالجز اور یونیورسٹیز کے نوجوانوں کی ذہنی آبیاری کی۔ آج اُن کا آباد کیا ہوا گلشن دن بدن پھل پھول رہا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب اُن کی محنت رنگ لائے گی اور اس ملک سے عالمی سامراجی نظام کی بساط لپیٹ دی جائے گی اور دُکھی انسانیت دین اسلام کے نظامِ عدل و انصاف سے فیض یاب ہوگی۔ حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کی ساری عمر جماعت سازی اور بغیر کسی تفریق کے، جدید و قدیم علوم حاصل کرنے والی نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت کرنے میں گزری۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آپؒ سے وابستہ آج ملک بھر میں کالج اور مدرسے کا نوجوان ایک ہی پلیٹ فارم پر امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فلسفے سے رہنمائی حاصل کر رہا ہے۔ یہاں تک کے حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کے آخری الفاظ بھی یہی تھے کہ: ”یا اللہ! میری اس جماعت کی حفاظت فرما۔“

حضرتِ اقدس نے بڑی محنتوں سے جماعت تیار کی ہے۔ اس کے لیے انھیں پنجاب کے میدانوں، سندھ کے ریگستانوں، خیبر پختون خواہ، بلوچستان اور شمالی علاقہ جات کے پُرصعوبت پہاڑی سفر اپنے مشن کے فروغ کے لیے میلوں پیدل چل کر طے کیے۔ ان کی ساری زندگی اپنے کارکنوں کی تربیت کرتے سفروں میں گزری۔ علالت کے باعث سفر میں انقطاع آیا، جو ابدی ثابت ہوا۔ حضرتؒ کی تربیت ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم حضرتؒ کے مشن کو کامیاب بنا کر ہی حضرتؒ کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کریں۔ جو لوگ بزرگوں سے عقیدت کے لیے محض زبانی جمع خرچ کرتے ہیں، اور ان کے مشن کے لیے کام نہیں کرتے، وہ بزرگوں سے عقیدت کے تقاضوں سے انحراف کرتے ہیں۔“

تیز دھوپ اور گرمی کی شدت کے باوجود شیخِ رائے پور کے کام کی قدر و قیمت اور عظمت کو شرکا نے انتہائی اطمینان سے سنا۔ اس موقع پر حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی صاحب نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے حوالے سے حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کے جانشین کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ: ناظم اعلیٰ ادارہ رحیمیہ شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد پر حضرتِ اقدسؒ نے اپنی زندگی میں مکمل اعتماد کا اظہار کیا تھا۔ انھوں نے ولی اللّٰہی فکر و عمل کے فروغ کے لیے ان کی محنتوں پر حضرتِ اقدسؒ کے اطمینان کو بیان کیا۔ نیز یہ کہ حضرت نے اپنی زندگی میں ہی خانقاہ کے تمام امور اُن کے سپرد کر دیے تھے۔ اس کے بعد نعمانی صاحب

نمازِ جنازہ اور تدفین کا آنکھوں دیکھا حال

نے حضرتؒ کے خلفا اور اہلِ مشاورت کی تحریر کردہ یہ یادداشت مجمع کے سامنے پڑھ کر سنائی:

''حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فروغ میں بڑا اہم اور بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ چناں چہ ہزاروں نوجوان ان سے وابستہ ہوئے۔ حضرتؒ نے نوجوانوں کی رہنمائی اور تربیت کی ذمہ داری اپنی جماعت کے سپرد کی۔ سلسلے کے فیض و شعور کے لیے حضرتؒ نے اپنے خلفا پر اعتماد کیا۔ حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب باصلاحیت عالمِ دین ہیں۔ حضرتؒ نے اپنی حیات میں خانقاہی امور کی انجام دہی کے لیے مفتی صاحب پر اعتماد کیا۔ انھوں نے حضرت کے حسبِ منشا ہر رمضان المبارک میں قرآنی علوم کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ وہ ہندوستان میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے اسفار میں حضرتؒ کے ساتھ رہے اور وہاں بھی وہ حضرت کے ارشاد پر خانقاہ میں تعلیم و تربیت کا کام سرانجام دیتے رہے۔ حضرتؒ نے اپنی زندگی میں اپنی نمازوں کی امامت بھی انھیں ہی سونپ دی تھی اور زندگی کے آخری سالوں میں وہ شب و روز حضرتؒ کی تربیت و خدمت میں رہے۔ اس لیے ہم بھی اُن پر اپنے اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔''

مولانا عبدالمتین نعمانی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ: ''حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے مجھے اور حضرت مفتی عبدالخالق آزاد کو ایک مرتبہ رمضان المبارک میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور (انڈیا) جانے کا ارشاد فرمایا۔ جب ہم خانقاہ میں رمضان المبارک گزار کر واپس آئے تو حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ: ''تمہارا یہ سفر بہت مبارک اور باسعادت ہے۔ آپ کو مبارک ہو'' بہت دعائیں دیں۔ مفتی عبدالخالق آزاد صاحب ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) پاکستان کے ناظمِ اعلیٰ اور ماہنامہ ''رحیمیہ'' اور سہ ماہی مجلّہ ''شعور و آگہی'' کے مدیر بھی ہیں۔''

مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ العالی نے اپنا خطاب مکمل کرتے ہوئے حضرت مفتی عبدالخالق آزاد صاحب کو حضرتِ اقدس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کی دعوت دی۔ اس وقت جنازہ گاہ میں ملک بھر سے آئے ہوئے بارہ سے پندرہ ہزار افراد موجود تھے، جس میں ملک کے دور دراز علاقوں کراچی، کوئٹہ اور شمالی علاقہ جات گلگت بلتستان سے بھی حضرت سے وابستہ افراد نے شرکت کی۔ جب کہ بیرونِ ملک دبئی، قطر، ابوظبی، سعودی عرب سے بھی بہت سے متعلقین صرف نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے آئے تھے۔

نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے حضرت مفتی عبدالخالق آزاد مدظلہٗ العالی نے گلوگیر آواز میں تکبیر کہی اور نمازِ جنازہ کا آغاز ہوا۔ عجیب منظر تھا، حضرتِ اقدس کو نماز پڑھانے والے ہمارے مفتی صاحب، آج ہمیں حضرتِ اقدس کی نمازِ جنازہ پڑھا رہے تھے۔ نماز مکمل ہونے کے بعد ہزاروں ہاتھ فضا میں بلند تھے، جو حضرتِ اقدسؒ کی چارپائی کے بانس تک رسائی کی کوشش کر رہے تھے۔ ہر شریک کی خواہش تھی کہ وہ حضرتِ اقدس کے اس آخری سفر میں آپؒ کے جنازے کو کندھا دے سکے۔ وارث روڈ گراؤنڈ سے حضرتؒ کے جسدِ مبارک کو ادارہ رحیمیہ کے بالمقابل ایک پلاٹ میں منتقل کیا گیا، جسے بعد میں ''گل زارِ سعیدیہ رحیمیہ'' کا نام دیا گیا۔ جہاں آپؒ کی تدفین کا پروگرام طے تھا۔ حضرتؒ کے جسدِ مبارک کو جائے تدفین پر رکھا گیا۔ احباب نے حضرتِ اقدس کا آخری دیدار کیا اور حضرتِ اقدس کے مجازین، جماعت کے تمام رہنماؤں، اعزہ و اقربا اور صاحبزادگان کی موجودگی میں حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد، حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن اور حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہم العالیہ نے آپؒ کے جسدِ مبارک کو قبر میں اتارا۔ پھر ہر شخص نے دعائے مسنونہ پڑھتے ہوئے قبر مبارک پر اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈالی۔

موت اہلِ دل کی، زندگیٔ جاوداں ہوئی — برسوں ہر بزم میں ذکرِ وفا رہے گا

آپؒ کے جنازے میں حضرتِ اقدس کے برادرانِ گرامی قدر راؤ حبیب احمد، راؤ ظفر احمد، راؤ عبدالقادر، صاحبزادگان حافظ راؤ مسعود احمد، راؤ محمود احمد اور بھتیجے ڈاکٹر راؤ عبدالرحمٰن، راؤ فضل الرحمٰن، راؤ ضیاء الرحمٰن اور راؤ عزیز الرحمٰن سمیت پاکستان میں موجود آپؒ کے تمام خلفا و مجازین، ادارہ رحیمیہ کی مجلس شوریٰ کے تمام اراکین اور ملک کے ممتاز رہنماؤں نے شرکت کی، جن میں صدر تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن (ملتان)، جنرل سیکرٹری مفتی مختار حسن (نوشہرہ)، انجینئر آفتاب احمد عباسی (لاڑکانہ)، پروفیسر امجد علی آرائیں (محراب پور)، جان محمد گدارو (کراچی)، وسیم اعجاز (کراچی)، سید مطلوب علی زیدی (راولپنڈی)، ڈاکٹر لیاقت علی شاہ (سکھر)، حاجی محمد بلال بلوچ (قاضی احمد)، مولانا عبداللہ عابد سندھی (شکار پور)، مولانا محمد اشرف اُنڑ (حیدرآباد)، مولانا مفتی محمد انور شاہ (کوئٹہ)، حاجی محمد یوسف جاوید (عارف والا)، حاجی محمد یعقوب (ہارون آباد)، حضرت مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی (لاہور)، حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر (چشتیاں)، حضرت مولانا صاحبزادہ سید رشید احمد (خانقاہ یٰسین زئی، ڈیرہ اسماعیل خان)، صاحبزادہ عبدالقادر دین پوری (دین پور، بہاولنگر)، حضرت مولانا قاضی محمد یوسف (حسن ابدال)، حضرت مولانا ڈاکٹر تاج افسر (اسلام آباد)، حضرت مولانا محمد ناصر عبدالعزیز (جھنگ)، صوفی حاجی محمد سرور جمیل (لاہور)، حافظ محمد طاہر (لاہور)، ڈاکٹر پروفیسر سعید اختر (اسلام آباد)، انجینئر عامر افتخار (لاہور)، مرزا محمد رمضان (راولپنڈی)، مرزا جاوید حمید (راولپنڈی)، انیس احمد سجاد (لاہور)، محمد آصف شریف (لاہور)، پروفیسر عامر حفیظ (واہ کینٹ)، شہزاد احمد شاہ (راولپنڈی) اور دیگر بہت سے افراد شامل ہیں۔

آپؒ کی نمازِ جنازہ میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی مشہور شخصیات اور علما و مشائخ نے بھی شرکت کی، جن میں مدیر ''صوت الاسلام'' مولانا مجاہد الحسینی (فیصل آباد)، رائیونڈ مرکز سے مولانا نذر الرحمٰن (خلیفہ حضرت خواجہ خان محمدؒ کندیاں شریف)، سپیکر پنجاب اسمبلی رانا محمد اقبال، ڈاکٹر عبدالغفور راشد کوارڈی نیٹر وزیرِ اعلیٰ پنجاب و ڈائریکٹر اردو سائنس بورڈ جمیعت علمائے اسلام (ف) کے رہنما شیخ الحدیث مولانا محبّ النبی، مرکزی، جنرل سیکرٹری جمیعت علمائے اسلام (س) مولانا عبدالرؤف فاروقی، ڈائریکٹر جنرل قومی ذہانت حکومتِ پاکستان ڈاکٹر فیاض احمد رانجھا، ڈی جی لائبریریز پنجاب کیپٹن عطا محمد، سیکرٹری کالونی برانچ ریو یو نیو بورڈ آف پنجاب چوہدری مقبول احمد دھاولہ، ای ڈی او فنانس ضلع بہاولنگر راؤ ناصر جمیل خان، ڈپٹی سیکرٹری میاں محمد اسلم لکھویرا، سیکرٹری شعبہ تعلقاتِ عامہ جامعہ اشرفیہ لاہور مجیب الرحمٰن انقلابی، مولانا عبدالرحمٰن شیخ الحدیث دارالعلوم الاسلامیہ لاہور، مولانا خالد محمود صدر مدرس جامعہ مدنیہ جدید لاہور، اتحادِ اہلِ سنت کے مرکزی سرپرستِ اعلیٰ و استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا مولانا منیر احمد منور، ناظم جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا مفتی محمد اقبال، جمیعت طلبا اسلام کے مرکزی رہنما نصیر احمد احرار، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عمر حیات، جمیعت علمائے اسلام کے قاری نذیر احمد، جمیعت علمائے اسلام (ف) کے مرکزی رہنما ریاض احمد درانی، مفتی رشید احمد علوی (ڈیفنس)، سابق چیئرمین دائرۃ المعارف پنجاب یونیورسٹی ڈاکٹر محمود الحسن عارف، خانقاہ سید احمد شہید کے جناب رضوان نفیس، اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کے پرنسپل پروفیسر امجد علی شاکر، امیر جمیعت علمائے اسلام لاہور قاری ثناء اللہ، جنرل سیکرٹری لاہور امجد سعید، صوبائی ڈپٹی سیکرٹری جنرل ابوبکر چوہدری اور ڈپٹی ایڈیٹر ''الجمعیۃ'' (راولپنڈی) ابوبکر شیخ اور دیگر بے شمار حضرات شامل ہیں۔

خطاباتِ جمعۃ المبارک

حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ العالی • حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن مدظلہٗ العالی • حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد دامت برکاتہم العالیہ

(حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کے سانحۂ ارتحال کے بعد پہلا جمعۃ المبارک مؤرخہ 28 ستمبر کو تھا۔ اس جمعہ میں ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ کے تینوں ہال متعلقین سے بھرے تھے۔ اس موقع پر نمازِ جمعہ سے قبل تین خطابات ہوئے۔ حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہٗ العالی، حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن مدظلہٗ العالی اور حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد دامت برکاتہم العالیہ نے خطابات فرمائے۔ یہ تینوں خطابات بالترتیب قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ مدیر)

حضرت اقدس رائے پوری رابع کے مشن کی اہمیت

حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی صاحب

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: میرے انتہائی قابلِ احترام، معزز ہم سفر دوستو! یقیناً اس وقت تنظیم کے، جماعت کے تمام دوست اپنے قائدِ محترم، مربی اور شیخ، ہمیں ہدایت کا راستہ دکھانے والی شخصیت کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کی وجہ سے غم سے نڈھال ہیں۔ اور یہ حالت ہمارے لیے ایک طبعی عمل ہے۔ کیوں کہ جس ذات سے جتنی زیادہ عقیدت ہوتی ہے، جتنی زیادہ محبت ہوتی ہے، یقیناً اس کے چلے جانے سے اُتنی ہی زیادہ تکلیف بھی ہوتی ہے۔ اُن کا ہم پر یہ بڑا احسانِ عظیم تھا کہ انھوں نے ہمیں اس دورِ زوال میں، جس میں ہر طرف تاریکیاں ہی تاریکیاں ہیں، گمراہی کا غلبہ ہے، ہدایت سے محرومی ہے، زوال کی انتہاؤں کو یہ اُمت چھو رہی ہے، اس تاریک ترین دور میں حق کی پہچان کروائی، صراطِ مستقیم کو واضح کیا، دین کا عقل و شعور پیدا کیا، سوسائٹی میں تبدیلی لانے کے لیے ہمت اور جرأت اور تنظیم کی طاقت پیدا کی۔ یہ کوئی عام آدمی کا کام نہیں ہوتا اور آسان کام نہیں ہوتا۔ حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اسلاف اور اکابرین امت کے راستے پر چلتے ہوئے جس طرح دین اسلام کی انقلابی تعلیمات کو لے کر چلنے والی جماعتِ حقہ کے تسلسل کا تعارف کرایا، اس پر ہم آپؒ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور آپؒ کے اس احسانِ عظیم پر آپؒ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ رب ذوالجلال سے دعا ہے کہ وہ آپؒ کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔

میرے عزیز دوستو! حضرتؒ کا اس وقت کا بڑا کمال یہ تھا کہ انھوں نے دین اسلام کے عظیم مشن پر ایک جماعت پیدا کر دی۔ جماعت کا پیدا کر لینا، شخصیت پرستی سے نکال دیتا ہے۔ جماعت پھر وہ کام کر رہی ہوتی ہے، جو اعلیٰ شخصیت اپنی زندگی کے دور میں سرانجام دیتی ہے۔ جماعت کا اداروں کی شکل میں آگے بڑھنا، اپنی تنظیمی مہارتوں کو بڑھانا، اپنے پروگرام کو ہمت، جرأت اور پختہ عزم کے ساتھ آگے بڑھانا، یہ اس وقت میں جماعت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ شخصیت چلی بھی جائے، اُس کا افسوس یقیناً ہوتا ہے، خلا بھی ہوتا ہے، لیکن جماعت محنت کرے، جدوجہد کرے، پختہ عزم پیدا کرے، اس میں کسی کا خوف نہ رہے، تو وہ جماعت اس شخصیت کے قائم مقام بن کر اُس کے مشن کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے کوئی بڑا نہیں ہوتا۔ وہ تو دونوں جہانوں کے سربراہ تھے۔ آپؐ پر شریعت اُتری ہے، کتاب اتری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس رحمۃ للعالمین ہے۔ شخصیت سب سے بڑی ہے، لیکن جماعت تیار کر رہی ہے۔ اور جماعت کے افراد میں کوئی صدیق کے مرتبے پر ہے، بلکہ صدیقین کی جماعت ہے، کوئی شہدا کے مرتبے پر ہے، اونچے مقام کے لوگ ہیں۔ آپؐ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے پر غم سے نڈھال ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جیسے آدمی غصے میں فرما رہے ہیں کہ: جو یہ کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے، میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ غم کا غصہ ہے، ویسے نہیں۔ ہر صحابی پریشان ہے، لیکن حوصلہ کس میں ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے، جو جانشین پیغمبر ہیں۔ جن کا انتخاب جماعتِ صحابہ کر رہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: اگر اللہ کی عبادت کرتے تھے تو وہ زندہ ہیں، وہ کبھی فوت نہیں ہو سکتے۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے تو وہ فوت ہو گئے ہیں۔ حوصلہ دے رہے ہیں۔

اللہ سے تعلق جوڑنے کے لیے جو دنیا میں سب سے بڑی شخصیت آئی تھی، اُس کے مشن کا تعارف کرا دینا، کہ جس اللہ نے اُس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا اونچا مشن منصب عطا کیا، کہ جس نے اتنی با صلاحیت جماعت تیار کر دی، جو سوسائٹی کے اندر اب پیغمبرؐ کے پروگرام کی تکمیل کرے گی، تو اس ذاتِ خدا سے کیسے مایوس ہو جاؤ گے۔ پیغمبرؐ بھی تو اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں، اُن کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ آپ دیکھئے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو حوصلہ ہے، جو آپ کا پیغام ہے، وہ کتنا اونچا ہے اور وہ جماعت کا حوصلہ بڑھا رہے ہیں۔ آپ کی تقریر سے صحابہ مطمئن ہو رہے ہیں۔ اب یہ کیا چیز ہے؟ چیز یہ تھی کہ شخصیت چلی گئی، لیکن جماعت تیار کر گئی اور جماعت کو ہدف بھی دے گئی۔ اس کے مقاصد بھی بتا دیے۔ اور اس جماعت کی تربیت بھی کر دی۔ تو اب پیغمبرؐ کی ضرورت نہیں رہی۔ آپؐ اپنے منصب کے تقاضے کے اعتبار سے اپنا کام مکمل کر چکے۔ اس لیے اب ضرورت نہیں ہے۔ نہ نئے پیغمبر آئیں گے نہ اور کچھ ہوگا۔ اب تو جماعت نے اس کام کو آگے بڑھانا ہے۔ آپ دیکھئے جماعت پُرعزم ہے۔ جماعت اپنے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے قربانی دے رہی ہے۔ جماعت اپنے مشن کو غالب کرنے کے لیے، جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے، اُس کے لیے منصوبہ بندی کر رہی تھی، پلاننگ کر رہی تھی، تیاری کر رہی تھی اور رفتہ رفتہ وہ آگے بڑھ رہی تھی۔

میرے عزیز دوستو! جس اعلیٰ شخصیت کا پروگرام چلایا جاتا ہے، مشن آگے بڑھایا جاتا ہے، اس شخصیت کا زندگی میں اتنا فیضان نہیں ہوتا، جتنا اس دنیا سے چلنے جانے کے بعد اس مشن پر اس کا فیضان اور توجہ رہتی ہے۔ یہ دنیا کا قصہ مادی ہے اور اس مادی جسم کی طاقت اور قوت، اس کی کوالٹی ایک دائرے کے اندر ہے۔ ہماری روحانیت کی طاقت تو اس سے بہت قوی ہے۔ یہ مادی دائرہ تو ہماری روح کے لیے قید خانہ بنتا ہے، لیکن اس دائرے کے بغیر تفہیم نہیں ہوتی۔ یہ بھی ضروری ہے۔ یہ جہان بھی ضروری ہے۔ اس جیسے انسانوں کی تربیت بھی ضروری ہے۔ یہ جسم نہ ہو، یہ انسان نہ ہو تو کس کی تربیت کرنی ہے؟ اب یہ ایک دائرے کے اندر ہے۔

حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: جب روح جسم سے پرواز کرتی ہے تو اس کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ وہ اعلیٰ علیین میں چلی جاتی ہے۔ وہ عالم شہادت سے عالم غیب میں چلی جاتی ہے۔ اونچے مقامات پر چلی جاتی ہے۔ اُس مقام پر جاتی ہے، جس مقام پر وہ ارواح اکٹھی ہوتی ہیں، جنھوں نے دنیا کے اندر اللہ کے پیغام کو پہنچانے کے لیے کوئی کردار ادا کیا ہوتا ہے۔ ایک شخصیت یہاں ہے تو ایک ہے اور ایک شخصیت اُس مقام پر ہے، جہاں سارا ماحول ہی اُس مشن اور پروگرام کا تعارف دنیا میں کرا کر پہنچنے کا ہے۔ آپ بتائیے کہ اُس کا دائرہ وسیع ہوگا یا اُس کا دائرہ محدود؟ ایسا نہیں ہوتا کہ شخصیت کے چلے جانے کے بعد اُس شخصیت کا پیغام دنیا سے ختم ہو جائے۔ اگر جماعت سست نہ ہو تو اُس کا فیضان دنیا سے کبھی ختم نہیں ہوتا۔ آج

rahimia.org

بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ویسے ہی فیضان ہے جیسے دورِ صحابہ میں تھا۔ حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صفت ''اسم ہادی'' ہے۔ جس نے اس سے تعلق قائم کیا، یہ ممکن نہیں ہے کہ اُس کو ہدایت نہ ملے۔ یہی فیضان ہوتا ہے۔ اسی لیے ہر ولی، پیغمبر کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ''اسم ہادی'' کے فیضان کا وارث بن جاتا ہے۔ اب اپنی صلاحیت و استعداد کے مطابق اس کا اس ''اسم ہادی'' اور ''فیضانِ نبوت'' کے ساتھ جتنا گہرا تعلق بڑھتا چلا جائے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ اُس سے اُتنا ہی اونچا کام لے گا۔

میرے عزیز دوستو! انبیاؑ کا کام کیا ہے اور پھر اولیاء اللہ اُس راستے پر ہیں یا نہیں، یہ پرکھنے کی کسوٹی ہوتی ہے۔ انبیائے کرام دنیا میں جب تشریف لاتے ہیں، اللہ کے پیغامبر بن کر آتے ہیں تو دنیا میں کس چیز کا تعارف کراتے ہیں؟ کہ ظلم نہیں ہونا چاہیے۔ عدل وانصاف غالب ہونا چاہیے۔ قوموں کے حقوق کا تحفظ ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ ہم جس رب کے بھیجے ہوئے ہیں، اُس کے ہم پیغامبر بن کر آئے ہیں۔ اُس رب نے ہمیں یہ سبق سکھایا کہ میں تمہاری قوم کا ہی رب نہیں ہوں، میں تو رب العالمین اور رب الاقوام ہوں۔ میرے لیے تو ساری اقوام برابر ہیں۔ میں نے تو سب کو روٹی دینی ہے، سب کو تعلیم دینی ہے۔ میرے لیے تو سب بیمار ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔ میں تو سب کی جہالت کے ختم کرنے کے لیے تمھیں بھیجتا ہوں۔ میں رب الاقوام ہوں۔

انبیائے کرامؑ آکر یہ پیغام پہنچاتے ہیں۔ اب یہ پیغام انسانیت گیر ہے۔ اقوام گیر ہے، عالم گیر ہے۔ یہ اقوام کو اکٹھا کر لینا، اقوام کی اصلاح کی بات کر لینا، اقوام کے حقوق کا تحفظ کرنا، یہ انبیائے کرامؑ ایک ہی ذریعے سے بتاتے ہیں اور وہ ہے عدل وانصاف کہ ہر قوم کے ساتھ جب انصاف کیا جائے گا تو رب الاقوام آپ سے خوش ہو جائے گا۔ اور یہ اس کے تقاضے کو پورا کر دے گا کہ اقوام کے رب نے ہمیں یہ توفیق دے دی کہ ہم انسانیت کو عدل وانصاف کے ساتھ وابستہ کریں۔

میرے عزیز دوستو! جب اقوام میں ظلم غالب آتا ہے، اُس وقت اسوۂ پیغمبر کیا ہوتا ہے کہ ظالم طاقت کا مقابلہ کیا جائے، اس کو شکست دی جائے۔ وہ پہلے تلوار اُٹھا کر مقابلہ نہیں کرتے، بلکہ وہ جماعت کو شعور دیتے ہیں، اس کی تربیت کرتے ہیں، اسے مشن سمجھاتے ہیں۔ مشن منتقل کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کی صلاحیت کے اعتبار سے منتقل کرتے ہیں کہ تم نے نظامِ عدالت میں ظلم ہے تو اس کو کیسے مٹانا ہے۔ نظامِ سیاست میں ظلم ہے تو کیسے مٹانا ہے۔ نظامِ اجتماعیت ٹوٹ چکا ہے، اس کو کن اصولوں پر جوڑنا ہے۔ دنیا میں نظامِ سیاست بدامنی پیدا کر رہا ہے، اس کو امن کی طرف کیسے لانا ہے۔ دنیا کے اندر ظالم طاقتیں غالب آکر انسانیت پر مظالم کے پہاڑ ڈھا رہی ہیں، اُن سے آزادی کیسے حاصل کرنی ہے۔ یہ مشن پیغمبر ہے۔ جب کسی سوسائٹی پر شیطان غالب آکر اُس کو قابو کر لے، اُس سوسائٹی کی تبدیلی کا نبوی طریقہ کیا ہے؟

بس یہ بات سمجھنی ہے کہ جب کسی سوسائٹی پر شیطان قابو پالے، زندگی کے ہر شعبے پر غالب آکر اُس کو راہِ حق سے بھٹکا دے، عدل وانصاف سے دور کر دے، اُس وقت میں تم نے سوسائٹی کو اُس سے کیسے بچانا ہے اور اس کو انصاف کے ساتھ کیسے جوڑنا ہے؟ میرے عزیز دوستو! یہ پیغمبر اور نبی کا ایک پیغام ہے۔ سب سے پہلے وہ اس پیغام کو اپنی جماعت میں منتقل کرتا ہے، اس کو تیار کرتا ہے۔ اور پھر اس کے ذریعے سے تبدیلی لانے کے عمل کو آگے بڑھاتا ہے۔ اب جماعت اتنی باصلاحیت ہو، پُرعزم ہو، ترجیحات کا تعین کر سکتی ہو، صاحبِ عقل ہو، جو پیغمبر پیدا کرتے ہیں، اس کو سکھاتے ہیں، حکمت سکھاتے ہیں، جتنی باصلاحیت جماعت ہوگی، پیغمبر کے مشن کو آگے بڑھائے گی۔

میرے عزیز دوستو! ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ آج اس وقت ہم پر جو یقیناً غم کا موقع ہے کہ ہمارے لیے حضرتِ اقدس شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کون سی حکمتِ عملی دے کر گئے ہیں؟ کس نصب العین پر تعارف کرایا ہے؟ ہمیں کون سے راستے پر چلنے کی بات کی ہے؟ ہم نے اس کو لینا ہے۔ یاد رکھو! کبھی حضرت نے نہیں فرمایا کہ میں تمھیں اپنے سے جوڑنا چاہتا ہوں۔ جب بھی حضرت نے فرمایا تو یہ کہا: ''میں تمھیں اپنے اکابر کی جماعت سے جوڑنا چاہتا ہوں۔ میں تمھیں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، امامِ انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے جوڑنا چاہتا ہوں۔'' آپؒ نے شخصیت پرستی کی نفی کر دی اور جماعت کی بات کی۔ میں نے ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے حضرت کا نام ایک دو دفعہ زیادہ لیا تو مجھے علاحدگی میں فرمایا کہ: ''میرا نام نہ لیا کرو، اکابرین کا نام لیا کرو۔'' اب کیوں فرما رہے ہیں؟ کیوں کہ مشن شخصیت کا نہیں ہوتا۔ اس مشن کا تاریخی تسلسل ہوتا ہے۔ تاریخی تسلسل یہ ہے کہ وہ شخصیت پرستی سے نکل کر مشن کی طرف آجاتی ہے۔ یہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت نے ایک دفعہ ہمیں فرمایا تھا: ''دیکھو! تم نے صلاحیت کا خیال رکھنا ہے۔ مسلک پر قائم رہنا ہے۔'' یعنی صلاحیت کو جانچو۔ ہر ایک کی صلاحیت کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ دنیا میں تبدیلی تلواروں سے نہیں آیا کرتی، ایٹم بموں سے نہیں آیا کرتی۔ دنیا میں تبدیلی صلاحیت اور مہارت سے آتی ہے کہ اس کی صلاحیت کتنی اونچی ہے۔ اسی طرح مسلک پر قائم رہو۔ مسلک اہلِ حق کا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ذات ہمارے لیے اپنے پروگرام اور مشن میں کسوٹی ہے۔ اس مسلک کو تم نے نہیں چھوڑنا۔ کوئی جماعت اٹھے اور اس مسلک کے مخالف ہو، اس جماعت نے تو برطانوی سامراج کے خلاف آزادی وحریت کی جنگ لڑنے کی حکمتِ عملی اختیار کی۔ اگر کوئی جماعت اٹھ کر ہمیں یہ کہہ دے کہ نہیں ہم نے تو سامراجی تعلیم حاصل کر کے سوسائٹی کے اندر خدمت کرنی ہے، وہ مسلک پر نہیں ہوا کرتی۔ وہ آزادی کی جنگ کو نقصان پہنچانا چاہتی ہے۔ جنگِ آزادی کی حکمتِ عملی اختیار کرنے کے خلاف کوئی بھی رائے دی جائے، تو ہم کہیں گے کہ وہ اس مسلک سے ہٹنے کی بات کرتا ہے۔

حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اسلاف اور اکابرین امت کے راستے پر چلتے ہوئے جس طرح دین اسلام کی انقلابی تعلیمات کو لے کر چلنے والی جماعتِ حقہ کے تسلسل کا تعارف کرایا، اس پر ہم آپؒ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور آپؒ کے اس احسانِ عظیم پر آپؒ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

میرے عزیز دوستو! ہم اس کو دیکھیں گے کہ آج امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے پروگرام اور مشن کی وراثت کے اعتبار سے آج کی جماعتیں اس کی وارث ہیں یا نہیں؟ بس! نام کو نہیں دیکھنا! نعرے کو نہیں دیکھنا! مشن کی وراثت کو دیکھنا ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ: ''تاریخی تسلسل کی اہمیت کو سمجھنا ہے اور اسی پر تم نے قائم رہنا ہے۔'' تاریخی تسلسل کے اعتبار سے کہ تمہاری جو نسبت اوپر سے نیچے تک آرہی ہے، اُس میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ تمہارے سامنے کلیئر ہونا چاہیے کہ نسبتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، جو دین کی جامعیت کی نسبت ہے، تاریخی تسلسل رکھتی

rahimia.org

حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کا طریقۂ تعلیم و تربیت

حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب

خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا: میرے معزز و محترم حاضرین اور میرے نوجوان ساتھیو! آج یقیناً یہ ماحول اور یہ موقع ہمارے لیے بڑا نامانوس سا ہے، یہ پہلا جمعہ ہے اور جس شخصیت نے یہ ساری بزم سجائی تھی، جس کی جدوجہد برسوں پر محیط تھی، آج وہ ہم میں نہیں ہیں۔ جن دوستوں نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو قریب سے دیکھا، وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس دنیا میں انسانی معاشرے کی بنیاد باہمی تعاون پر ہے۔ یہ بنیادی اساس ہے۔ اسلام کی تعلیمات نہایت جامع ہیں۔ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہیں۔ بڑی مفصل ہیں۔ ان تمام تعلیمات کا اگر مختصر ترین اور جامع ترین خلاصہ نکالا جائے تو وہ یہ ہے کہ انسان بااَخلاق ہوں۔ اب یہ اَخلاق کیا چیز ہوتی ہیں؟ یہ کسی کتاب کے پڑھنے کا نام نہیں ہے، کسی ڈگری کے حصول کا نام نہیں ہے۔ اَخلاق نام ہی اسی چیز کا ہے کہ آپ کا اپنے جیسے دیگر انسانوں کے ساتھ کیا رویہ ہے۔ کیسا برتاؤ ہے۔ آپ کی نظر میں دوسرے انسان کا کیا مقام ہے۔ آپ کے دل میں اُس کے حقوق کا کتنا احساس ہے۔ کیا آپ اپنی ذات میں مگن ہیں یا دوسروں کے حقوق کو آپ کی ترجیحات میں کوئی دخل ہے۔ یہیں سے انسان کی پرکھ ہوتی ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے کہ جو کسی بھی ادارے کی، کسی بھی معاشرے کی، کسی بھی ملک کی بنیادی اساس ہوتی ہے کہ جس سوسائٹی میں باہمی حقوق کا نظام موجود ہو، ایک دوسرے کے لیے ایثار اور قربانی کا جذبہ ہو، ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعاون کا رشتہ ہو، وہ سوسائٹی انسانی سوسائٹی ہوتی ہے، ترقی یافتہ سوسائٹی ہوتی ہے، بااَخلاق سوسائٹی ہوتی ہے۔ اور جس میں خودغرضی ہو، حقوق کی ادائیگی کے بجائے حقوق کا استحصال ہو، لوٹ مار ہو، خودغرضی ہو، مفاد پرستی ہو، تو وہ گویا تباہ حال معاشرہ ہے۔ وہ قوم زیادہ عرصہ تک نہیں رہتی، بلکہ ختم ہو جاتی ہے۔

انبیا علیہم السلام کی ساری جدوجہد کا جو آخری نچوڑ ہے، وہ یہی ہے کہ سوسائٹی بااَخلاق بن جائے، اس میں حقوق کی پہچان پیدا ہو جائے، ایک ایسا معاشرہ ترتیب پا جائے، کہ جس میں کسی کو کسی پر بالادستی، برتری، ان معنوں میں حاصل نہ ہو کہ وہ کسی بڑے طبقے سے تعلق رکھتا ہے۔ کسی مفاد پرست ٹولے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے وسائل یا اختیارات پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اتنا بڑا مشن اُس وقت تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا، جب تک کہ اس قسم کے اَخلاق پر کوئی تربیت یافتہ جماعت نہیں ہوتی۔ سب سے پہلے اُس جماعت کو اپنے آپ کو تیار کرنا ہوتا ہے۔ اور پھر جا کر سوسائٹی اس درجے کی تبدیلی کے قابل بنتی ہے۔ اصل میں تو خانقاہوں کا یہ وہ کردار ہے کہ وہاں پر افراد سازی کی محنت ہوتی تھی۔ موجودہ دور میں عام طور پر خانقاہیں اپنا وہ کردار کھو بیٹھی ہیں۔ وہ خانقاہیں نہیں رہیں، وہ تربیت کے ادارے نہیں رہے، اُن کا عنوان ہی بدل گیا ہے، وہ دربار کہلاتے ہیں۔ جن کو کچھ لوگوں نے اپنے مفادات کا حصول کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ کتنی بدقسمتی ہے کہ بڑے بزرگوں کے عنوان سے جو لوگ آج اُن کی جگہ پر بیٹھے ہیں، وہ معاشرے کا بدعنوان طبقہ کہلاتے ہیں۔ یہ معاشرے کا اتنا بڑا المیہ ہے کہ مذہب کے عنوان سے اور بڑے بڑے بزرگوں کے نام سے ان کا تعارف ہے، لیکن سوسائٹی میں وہ ظلم پیشہ طبقے کا ایک حصہ ہیں۔ جس کی وجہ سے آج کا نوجوان خانقاہ کے ادارے کے نام سے ہی متنفر ہوتا ہے۔ وہ اس کو فرسودگی کی علامت سمجھتا ہے۔ ترقی دشمنی کی علامت سمجھتا ہے۔ رجعت پسندی کی ہے، شریعت، طریقت اور سیاست ہے، اس کو تم نے نہیں چھوڑنا، اس پر قائم رہنا ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ: ''تم نے اختلاف نہیں کرنا۔'' دیکھیے! ایک جماعت کے لیے یہ سنہری اصول ہیں کہ اس کا فرد باصلاحیت ہو اور وقت کے تقاضے کے مطابق صحیح فیصلہ کر سکتا ہو۔ وقت کے مطابق صحیح فیصلہ کرنا، اعلیٰ درجے کی فراست اور صلاحیت ہوتی ہے۔ اب جماعت کے افراد کے اندر اعلیٰ صلاحیت ہو، بروقت فیصلہ کر سکتے ہوں، اسی طریقے سے مسلک پر قائم رہنے سے فیوضات ملتے ہیں۔ استقامت حاصل ہوتی ہے، عقل بڑھتی ہے، شعور بڑھتا ہے۔

میرے عزیز دوستو! تاریخی تسلسل سے قرآنِ حکیم، حدیثِ پاک، فقہائے امت، علمائے ربانی سے سچا تعلق قائم ہوتا ہے۔ تاریخی تسلسل سے دین کی جامعیت آتی ہے۔ جماعت اپنے فیصلے کرنے میں اختلافات کا شکار ہو کر اپنے مشن کو نقصان نہ پہنچائے تو کامیابی ہے۔ یاد رکھو! جس جماعت کا کوئی مشن نہ رہے، یا اختلافات کا شکار ہو جائے، وہ اپنی مقتدر شخصیت کی سب سے بڑی دشمن ہوتی ہے۔ دنیا کی کوئی خانقاہ اور جماعت اس وقت تک فیل نہیں ہوتی، جب تک اس کا خلیفہ اور جانشین اور بعد والی قیادت نااہل نہ ہو۔ قرآنِ حکیم بیان کرتا ہے کہ ناخلف لوگوں نے انبیا کے مشن کو خراب کیا۔ یہ انبیا کتنے اونچے تھے، لیکن جب ان کے بعد والے، ان کی اولاد ناخلف ہو گئی، انھوں نے نمازوں کو ضائع کیا، اس کی قدر نہیں کی۔ شہوات، خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے چل پڑے۔ مفاد پرست اور خودغرض بنے۔ تباہی اور بربادی میں ڈال دیے گئے۔

الحمدللہ! اللہ کے فضل سے حضرتِ اقدس نے اپنی جماعت کے بہترین افراد تیار کیے ہیں، جنھوں نے ہر مشکل وقت میں اچھے فیصلے کیے۔ یہ بات الگ کہ آج ان کے مشورے سے ہم محروم ہو رہے ہیں۔ الحمدللہ! جماعت کے اندر اپنی فراست کا منتقل کرنا، جماعت کے اندر حق کا شعور پیدا کر دینا، جماعت کے اندر رہنمائی کی صلاحیت پیدا کرنا، یہ ایک بہترین جماعت میں جو اہلیت کا ثبوت دینا ہے، ہم سمجھتے ہیں حضرت نے اس میں اپنا کردار ادا کیا ہے اور صحیح تربیت کی ہے۔ انشاء اللہ العزیز ہم پختہ عزم کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے یہ پوری توقع رکھتے ہیں کہ ہم حضرت کے مشن کو کامیاب بنائیں گے۔ عزم پختہ ہو، پہاڑوں کو انسان گرا دیتا ہے۔ عزم جتنا مضبوط ہو، شیطانی طاقتوں، فرعونی طاقتوں کو ناکام بنا دیتا ہے۔ دنیا میں ساری کامیابی ایک ہی چیز سے حاصل ہوتی ہے اور وہ پختہ عزم ہے۔ جتنا عزم و ارادہ مستحکم اور مضبوط ہوگا، اپنے مشن پر ہر چیز کو قربان کرنے کا موجود ہوگا، دنیا کی کوئی طاقت حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فکر پر قائم ہونے والی اس جماعت کو کامیابی سے نہیں روک سکتی۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں حضرتِ اقدس شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے مشن کو، جو تاریخی تسلسل سے اکابرین کا مشن ہے، اس امانت کو ہمیں صحیح طریقے پر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ادارہ رحیمیہ لاہور میں اجتماعی قربانی کا انتظام

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور میں اجتماعی قربانی کا انتظام کیا گیا ہے، جو احباب قربانی میں حصص رکھنا چاہیں، وہ ادارہ کے ناظم دفتر حافظ محمد شفیق صاحب سے رابطہ کر کے اپنا نام درج کروالیں۔ گائے میں قربانی کا ایک حصہ مبلغ =/7000 روپے کا ہوگا۔ نیز تمام احباب سے درخواست ہے کہ چرم ہائے قربانی اکٹھا کرنے کے لیے ملک بھر میں ادارہ کے قائم کردہ مراکز میں کارکنان اور معاونین رحیمیہ سے بھرپور تعاون فرمائیں۔

علامت سمجھتا ہے۔ نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ سوسائٹی میں اَخلاقی تربیت کے ادارے ختم ہوکر رہ گئے ہیں۔ کیوں کہ اَخلاقی تربیت کا ادارہ جیسے خانقاہ ہوتا ہے، اسی طرح خاندان ہوتے ہیں۔ خاندانی نظام ہوتا تھا، جس میں ایک بچے کی نہ صرف پرورش ہوتی تھی، بلکہ اُس کی بنیادی تربیت کی کچھ چیزیں اس کو سکھائی جاتی تھیں، بتائی جاتی تھیں، جس سے اُس کے مزاج میں بنیادی اخلاقیات کی اہمیت پیدا ہوتی تھی۔ اور آج کی بدقسمتی یہ بھی ہے کہ موجود نظام میں خاندان کے اس نظام کو برباد کر دیا گیا۔ آج ایک چھت تلے ماں باپ اولاد موجود تو ہیں، لیکن آپس میں بیگانگی ہے۔ اُن کا آپس میں جو ایک تعلق ہونا چاہیے، وہ تعلق مفقود ہے۔ وہ صرف ایک دوسرے کے ساتھ حالات کے مطابق سمجھوتہ کرتے ہیں۔ اس کی جگہ پر میڈیا آ گیا، اس کی جگہ پر انٹرنیٹ آ گیا، جس نے ہر انسان کو اپنے گردوپیش سے بیگانہ کر دیا۔ اب ہر ایک کی اپنی انفرادی ترجیحات ہیں، پھر کہاں سے اس کو تربیت ملے۔ آج کے دور میں یہ اتنا بڑا بحران ہے، کہ جس کی طرف ہمارے معاشرے کے سوچنے والے طبقات کی کوئی توجہ نہیں۔

اس اَخلاقی بحران کے ماحول میں ہمارے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے ایک بنیادی کام کیا، کہ ان نوجوانوں کو اپنے سے مانوس کیا۔ اپنے مقام اور اپنے مرتبے کو کبھی بھی اُنھوں نے اس مقصد میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ اس کے نتیجے میں ہمیں بہت ساری وہ باتیں جو ہم صرف کتابوں میں پڑھتے ہیں، سامنے آئیں۔

وہ باتیں جو ہمیں رسول اللہ کی سیرت میں ملتی ہیں، جن کو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ آپ کا معجزہ ہیں، وہ زندہ ہوگئیں۔ یہ بھی آج مذہب کا ایک المیہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر جب بھی کوئی بات ہوتی ہے تو اس کو بیان کرنے کا انداز یہ ہوتا ہے کہ یہ ایک خاص شخصیت کے کچھ معجزاتی کارنامے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو کوئی بھی اختیار نہیں کرسکتا، ان کی پیروی نہیں کرسکتا۔ جو واضح طور پر قرآن حکیم اور رسول اللہؐ کی اپنی تعلیمات کے مخالف ہے۔ قرآن نے بار بار اطاعتِ رسول اور اتباعِ رسول کی بات کی۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ان کی زندگی کو اختیار کیا جائے، ان کے نقش قدم پر چلا جائے، لیکن آج کے دور کے مفاد پرست طبقے کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی نامناسب بات کرے، اس لیے ان کی حکمتِ عملی یہ بن گئی کہ آپؐ کی سیرت کو معاشرے سے کاٹ لیا جائے۔ یہ اللہ کا ایک معجزہ تھا، اللہ نے اس طرح کی ایک شخصیت دنیا میں بھیج دی اور اس کی زندگی اس طرح بسر ہوتی ہے اور آپؐ کے ساتھ ہی اُس زندگی کا دروازہ بند ہوگیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان عظیم شخصیات نے جو تاریخ میں موجود رہی ہیں، انھوں نے درحقیقت اسی تصور اور تاثر کو توڑا۔ سیرت جو چیز ہے، رسول اللہؐ کی جو زندگی ہے، یہ تو معاشرے میں جاری ساری رہنے کے لیے آئی ہے۔ یہ تو معاشرے میں تحریک پیدا کرنے کے لیے آئی ہے۔ یہ تو معاشرے میں انقلاب پیدا کرنے کے لیے ایک نمونے کی زندگی ہے۔ اور اسی لیے آپ دیکھیں کہ رسول اللہؐ کے گردوپیش جو لوگ جمع ہیں، آپ کی صحبت میں رہے، آپ کی تربیت میں رہے، آپ کی خدمت میں رہے، انھوں نے اس سیرت کو اپنی زندگیوں میں اتارنے کی کوشش کی۔ اور اسی وجہ سے وہ لوگ اُس راستے پر چل پڑے کہ اللہ کے رسول اپنی زندگی میں جزیرۃ العرب میں تبدیلی لاتے ہیں اور آپ کی صحبت یافتہ جماعت قیصر و کسریٰ کے نظام توڑ رہی ہے، یہ سیرت کا اعجاز ہے۔ بے عملی سیرت کا اعجاز نہیں ہے۔ سیرت کا اعجاز یہ ہے کہ وہ معاشرے میں تحریک پیدا کرے۔ انسانوں کی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کرے۔

حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے یہ بنیادی کام کیا کہ وہ جو تاریخ کا ایک تسلسل ہے، اس تسلسل کو نوجوان نسل تک منتقل کر دیا۔ نوجوانوں کے ذہن میں یہ امید جگا دی، یہ عزم پیدا کر دیا کہ سیرت رسول اور سیرتِ صحابہ محض کتابوں کی چیز نہیں ہے، یہ تو آج بھی ایک رہنما ہے۔ آج بھی آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا کرنے والا سب سے بڑا محرک ہے۔ اور پھر جو بھی تبدیلی پیدا کرنے والا ہوتا ہے، اس کو سب سے پہلے جس تبدیلی کے لیے وہ کوشاں ہوتا ہے، اُس کا نمونہ بننا پڑتا ہے، اسی کو ''مجاہدہ'' کہتے ہیں۔ جو سوسائٹی میں تبدیلی کے لیے جدوجہد اور جہاد کرتا ہے، سب سے پہلے اس کو اپنی ذات کے ساتھ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ پھر جا کر وہ اس قابل ہوتا ہے کہ وہ سوسائٹی کی بڑی سے بڑی قوت چیلنج کرتا ہے، اس کے دباؤ سے وہ سوسائٹی کے لوگوں کو نکالتا ہے۔ اس کی عظمت یہی ہوتی ہے کہ وہ معاشرے کا حصہ ہوتا ہے۔ وہ سوسائٹی سے کٹا ہوا نہیں ہوتا۔

> حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے یہ بنیادی کام کیا کہ وہ جو تاریخِ اسلام کا ایک تسلسل ہے، اسے نوجوان نسل تک منتقل کر دیا۔ نوجوانوں کے ذہن میں یہ امید جگا دی، یہ عزم پیدا کر دیا کہ سیرتِ رسولؐ اور سیرتِ صحابہؓ محض کتابوں کی چیز نہیں ہے، یہ تو آج بھی ایک رہنما ہے۔ یہ آج بھی آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا کرنے والی سب سے بڑی محرک ہے۔

جس طرح رسول اللہؐ کی سیرت میں پڑھتے ہیں کہ مدینے کی گلی میں کبھی کبھار ایک خاتون تھی، مجنون خاتون، دیوانی، وہ کبھی اپنی بات سنانے کے لیے رسول اللہ کو روک لیتی۔ تو آپؐ کھڑے ہو جاتے، اُس کی لایعنی باتیں سنتے۔ جب تک وہ اپنی باتیں کرتی رہتی۔ صرف اس لیے کہ اس کا دل نہ ٹوٹے۔ یہ وہ اَخلاق ہیں، اور اسی کا ہم نے اپنے حضرت میں نمونہ دیکھا۔ کہ بسا اوقات ایک نوجوان کوئی کام کی بات نہیں کرتا، اپنا قصہ کہانی لے کر بیٹھا ہوا ہے، کبھی حضرت نے اس کو محفل سے نہیں اٹھایا، کبھی اپنے معمولات کی بات نہیں کی کہ میرے معمولات متاثر ہو رہے ہیں۔ یوں نوجوانوں کے دل موہ لیے۔ یہ وہ چیز ہے کہ جس کا اظہار کل حضرت کے جنازے کے موقع پر باہر سے آنے والے لوگ کر رہے تھے۔ عام طور پر جب ایک بزرگ خاندان سے اٹھتا ہے تو چند آدمی ہوتے ہیں، جن کے دل میں کوئی افسوس ہوتا ہے۔ اکثر کی رائے ہوتی ہے کہ اس کا وقت تھا، چلا گیا۔ لیکن کل نوجوان تھے، جن کی آنکھیں تھم نہیں رہی تھیں۔ ایک عجیب منظر تھا کہ یہ نوجوان جن کا حضرت سے کوئی خونی رشتہ نہیں ہے، صرف اور صرف ایک اَخلاق اور محبت کا تعلق ہے، جو کتنے ہزاروں دلوں کو اپنی طرف کھینچ کر اور ان کو دین کی محبت سے جوڑا، اُن کے دلوں میں دین کے انقلاب کی تڑپ پیدا کی۔ یہی بڑی تبدیلی ہے۔ بزرگوں کو کسی مخصوص حوالوں سے، کشف و کرامت سے نہیں پہچانا جاتا، بلکہ ان کا سب سے بڑا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ انسانوں کے قلوب میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ نے نوجوانوں کو چاروں طرف پر مسلط اَخلاق کی بربادی کے ماحول سے نکال کر ان کو دین کے غلبے کے لیے نظریے اور اس پر محنت اور جدوجہد کی مصروفیت دی۔

آج حضرتؒ سے وابستہ ایک نوجوان غلبہ دین کی بات کر رہا ہے، اس کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جتنا وہ سمجھ چکا ہے، اتنا دوسروں کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہی اصل چیز ہوتی ہے اور یہ کس طرح حضرت نے حاصل کی۔ جیسا کہ ابھی مفتی (نعمانی) صاحب ذکر کر رہے تھے کہ

rahimia.org

انھوں نے اپنی ذات کی نفی کر کے۔ اپنے مقام و مرتبے کا کسی پر کوئی رعب نہیں۔ اُس سطح پر چلے جانا، جس سطح پر وہ شخص کھڑا ہے۔ یہی اسوۂ نبی ہے، اسوۂ نبی اسی چیز کا نام ہوتا ہے۔ نبی کے جانشین انھی لوگوں کو کہا ہے، کہ وہ نبوت کے اخلاق کو اپنے اندر لے لیتے ہیں۔ اور معاشرے میں دلوں کے اندر امن پیدا کرتے ہیں، دلوں کے اندر سکون پیدا کرتے ہیں، اطمینان کا درس دیتے ہیں۔ خوف سے نکالتے ہیں۔ جب حضرتؒ کی صحبت میں کوئی نوجوان آجاتا تو اس کو ہمہ قسم کے دباؤ سے، خوف سے نکال کر جرأت مند بناتے۔ یہی وہ بنیادی چیز ہے، جسے تربیت کہا جاتا ہے اور حضرت کی ساری محنت اسی چیز پر رہتی ہے کہ نوجوانوں کو دین کے نظام کے حوالے سے دین کی اجنبیت سے نکالا جائے اور ان میں یہ جذبہ پیدا کر دیا جائے کہ وہ معاشرے میں اس دین کو غالب کرنے کے لیے اپنی توانائیاں صرف کریں۔

کتنے ہی خاندانوں کے بزرگ ملے ہیں اور انھوں نے حضرتؒ کی اس تحریک کا شکریہ ادا کیا ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت کے حوالے سے بہت متفکر تھے، کوئی راستہ سجھائی نہیں دیتا تھا، بات ہماری وہ سنتے نہیں تھے، اور جب ہم نے ان میں یکایک تبدیلی محسوس کی تو ہمیں تجسس ہوا، ہماری بات تو کبھی سنتے نہیں تھے، ہمارا کہا سنا ہمیشہ ٹالتے تھے، یہ تبدیلی کہاں سے آئی؟ تو ہم کھوج لگاتے لگاتے حضرتؒ تک پہنچ گئے۔ انھوں نے کہا کہ: ہماری درخواست ہے کہ آپ ان نوجوانوں پر محنت جاری رکھیں۔ ہمارا تو مفت کا کام ہو گیا۔ کاہل تھا، کام کرنے والا بن گیا۔ بدزبان تھا، بات ماننے والا بن گیا۔ کسی کام میں ہاتھ بٹانے کے لیے تیار نہیں تھا، اب ہر کام میں آگے بڑھ کے تعاون کرتا ہے۔ یہ وہ تربیت ہے، جو حضرت نے نوجوانوں کے دروازوں پر پہنچ کر دی۔ عام تأثر تو یہی ہے کہ پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے، لیکن یہاں کیفیت یہ تھی کہ حضرت خود نوجوانوں کے پاس گئے۔ اور اُن کے اوقاتِ کار میں پہنچے، جو وہ دیکھتے۔

بہت ہی ابتدائی بات ہے جب حضرت سے تعارف ہوا، 1974ء کی بات ہے، حضرت کراچی تشریف لائے۔ سید مطلوب علی زیدی صاحب بھی ان کے ساتھ تھے۔ جمعیت طلبائے اسلام کے ایک یونٹ کی ذمہ داری میرے پاس تھی۔ حضرت کی محفل میں بیٹھے ہوئے میں نے ویسے ہی حضرت کو دعوت دے دی کہ حضرت! ہمارے یونٹ میں تشریف لائیں۔ کچھ نوجوانوں سے ملاقات ہو جائے۔ اس وقت نہ اتنی سمجھ تھی کہ کیسے تشریف لائیں گے، کیا طریقہ ہوگا، کراچی ہے، ظاہر ہے حضرت اس کی سڑکوں سے واقف نہیں ہیں۔ جو وقت تھا، اُس دن حضرتؒ، زیدی صاحب کو لے کر پہنچ گئے۔ جن سے میں نے رابطہ کیا، اُن میں سے صرف ایک نوجوان مل سکا۔ اُس کو بٹھا دیا۔ پریشانی بھی بہت کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور آدمی بھی کوئی نہیں ہے۔ میں اس نوجوان کو بٹھا کر پھر نکل پڑا کہ شاید کوئی اور بھی مل جائے کہ جن لوگوں کو کہہ رکھا ہے۔ سوئے اتفاق سے کوئی نہیں ملا۔ اس پورے عرصے میں جو کہ ایک گھنٹے کا وقفہ ہوگا، حضرت اُس ایک آدمی سے غلبہ دین کی بات کرتے رہے۔ جب میں نے آکر معذرت کی کہ کوئی اور نہیں ملا، تو فرمانے لگے کہ: ایک نوجوان مل گیا، یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہی بڑی بات ہے، ایک مل گیا۔ ہم نے کیا کرنا ہے۔ اب وہ کیسے وہاں پہنچے، کیسے وہاں سے تشریف لے گئے، کچھ بھی یاد نہیں۔

اب وہ چیز کہ ایک نوجوان کو سمجھانے کے لیے حضرتؒ کا سارا وقت صرف کر دیا۔ اور اس پر بھی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔

یہ حضرتؒ کی زندگی کا معمول تھا۔ کسی بھی موقع پر یہ نہیں جتایا کہ میرا وقت ضائع ہو گیا۔ ہمیشہ یہی کہ جس سے بات کی جا رہی ہے، اُس کو اُس کی اہمیت کا احساس دلایا، جیسے وہ اہم چیز ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ آج کے دور میں حضرتؒ نے اپنے اس اندازِ تربیت سے اس پاکستان میں الحمدللہ اتنی بڑی تعداد نوجوانوں کی جمع کر دی، جو اس وقت پورے پاکستان میں بلا مبالغہ کسی بھی خانقاہ کے پاس نہیں ہے۔ لیکن اس کے لیے حضرتؒ نے اپنی زندگی کو ایک مثال کے طور پر بنایا، ایک مجاہدے کی زندگی بسر کی۔ اور اپنے اس مشن کی خاطر انھوں نے ہر قسم کے الزام کو برداشت کیا، ہر قسم کی بدزبانی کو برداشت کیا۔ جو کچھ لوگ کہہ سکتے تھے، کہا۔ کسی کے ایمان پر حملہ سب سے آخری چیز ہوتی ہے، یہاں وہ لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ جن کو اتنا بھی احساس نہیں ہوا، اتنا بھی خوف نہیں آیا کہ یہ تو تمہارا شعبہ ہی نہیں ہے کسی کے ایمان کو جانچو۔ قرآن رسول سے کہتا ہے: لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (22:88) کہ تم داروغے نہیں ہو۔ اور آج جو مذہب کے نام پر کام کرنے والے لوگ ہیں، وہ اپنے آپ کو اس منصب پر فائز کر دیں کہ جس کو چاہیں اسلام سے نکال دیں۔ یہ ساری صورتِ حال بڑا المیہ ہے، لیکن حضرتؒ نے اپنے عزم و استقامت سے اس ساری صورتِ حال کا مقابلہ کیا اور نوجوانوں سے تعلق قائم کیا۔ اصل تو درد یہی تھا۔ کہا جاتا تھا کہ: حضرت اپنے مقام کا خیال نہیں رکھتے، نوجوانوں میں گھل مل جاتے ہیں، ان کی لایعنی باتیں سنتے رہتے ہیں۔ کسی نے یہ نہیں دیکھا کہ حضرتؒ نے اپنے اس انداز سے کتنے نوجوانوں کی زندگیاں بدل دیں۔ کتنے خاندانوں کی زندگیاں بدل دیں۔ اور اصل چیز تو یہی ہے کہ دلوں پر حکومت کی۔

حضرتؒ کی صحبت میں کوئی نوجوان آجاتا تو اس کو ہمہ قسم کے دباؤ سے، خوف سے نکال کر جرأت مند بناتے۔ یہی وہ بنیادی چیز ہے، جسے تربیت کہا جاتا ہے اور حضرت کی ساری محنت اسی چیز پر ہے کہ نوجوانوں کو دین کے نظام کے حوالے سے دین کی اجنبیت کے ماحول سے نکالا جائے اور ان میں یہ جذبہ پیدا کر دیا جائے کہ وہ معاشرے میں اس دین کو غالب کرنے کے لیے اپنی توانائیاں صرف کریں۔

الحمدللہ حضرتؒ کا یہ مشن زندہ ہے۔ اور اُن نوجوانوں کی صورت میں زندہ ہے، جن سے حضرتؒ کو توقعات تھیں۔ ظاہر ہے انسان کی ایک طبعی عمر ہے، اس کو اس نے پورا کرنا ہے، لیکن جو بنیادی فکر اور مشن ہوتا ہے، اُس کی بنیادی روح یہی ہوتی ہے کہ وہ معاشرے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے یہ مشن حضرتؒ آپ کو سونپ گئے، اپنی جماعت کو سونپ گئے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس مشن کو اُسی عزم کے ساتھ، اُسی ولولے کے ساتھ آگے بڑھائیں۔ اور حضرت نے اپنے جن ساتھیوں پر اعتماد کیا، اُن سے بھی جڑے رہیں۔ حضرت مفتی عبدالخالق آزاد صاحب کو حضرت کا اعتماد حاصل رہا، اب ان شاءاللہ اس خانقاہی سلسلے کو وہ دیکھیں گے۔ اس طرح حضرت اقدس رائے پوری رابع رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا جو سلسلہ ہے، وہ جاری و ساری ہے۔ ہماری ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ جو کچھ ہم نے حضرت اقدسؒ سے سیکھا، حضرتؒ سے جو تعلق ہوا، جس مشن سے تعلق ہوا، وہ مشن اب بھی موجود ہے۔ اس مشن کو جب تک ہم قائم و دائم رکھیں گے، حضرت اقدسؒ کی روح بھی ان شاءاللہ مسرور رہے گی۔ اور یہی حضرتؒ کے لیے سب سے بڑا ایصالِ ثواب ہے کہ ان کے مشن کو جاری و ساری رکھا جائے۔ یہی حضرت اقدسؒ کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

بقیہ صفحہ 15 پر

غم کے اس موقع پر صبر واستقامت کی ضرورت

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم، امّا بعد! قال اللّٰہ تبارک تعالٰی: وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِىٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِىْۤ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ **(3:47-145) و قال تعالٰی:** فَمِنْهُمْ شَقِىٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝ **و قال تعالٰی:** وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ. **(108:11) و قال النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: "السعید مَن سَعِدَ فی بطن اُمّہٖ." صدق اللّٰہ مولانا العظیم و صدق رسولہ النّبیّ الکریم.**

معزز دوستو! حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس اللہ سرہٗ السعید اس دنیا سے رُخصت ہوگئے۔ قرآنِ حکیم نے ارشاد فرمایا ہے: جو انسان بھی دنیا میں آیا ہے، اس کی موت کا ایک وقت مقرر ہے اور اللہ کے حکم سے اس کی موت ضرور آتی ہے۔ یہ آیاتِ مبارکہ، جو تلاوت کی گئی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے رخصتی کے موقع پر پڑھی گئیں۔ آپ کا دنیا سے جانا، صحابہؓ کے لیے بڑے صدمے کا باعث تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ جیسے جلیل القدر صحابی پر بھی اس کا بڑا شدید اثر ہوا۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

صُبّت علیّ مصائبٌ لو أنّها صُبّت علی الأیّام صرن لیالیا

کہ مجھ پر جو مصیبتیں اُتری ہیں، اگر ایسی مصیبتیں دِنوں پر گرتیں تو وہ رات بن جاتے۔

ایسے موقع پر اللہ نے ارشاد فرمایا کہ: ''وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ'' ہر ایک نفس کو اللہ کے حکم سے موت آتی ہے۔ اس کے جانے کا وقت ''كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ'' طے شدہ ہے۔ اللہ نے لوحِ محفوظ میں ہر انسان کی دنیا میں آمد اور یہاں سے رخصتی لکھ دی۔ اور پھر اسی کے ساتھ اللہ نے اس بات کی بڑی اہمیت بھی واضح کی کہ نبی کا دنیا سے جانا یا کسی شیخ کا دنیا سے رُخصت ہونا، اس بات کی علامت نہیں ہے کہ اُن کا مشن ختم ہوگیا۔ جماعت کے پیر و مرشد اور شیخ کے بارے میں صوفیا کا قول ہے کہ **"الشّیخ فی قومہٖ کالنّبیّ فی امّتہٖ".** (نبی کے متبع کسی شیخ و مرشد کا اپنی جماعت کے اندر ہونا، ایسا ہی ہے، جیسے نبی اپنی امت میں ہوتا ہے۔) کیوں کہ شیخ، نبی کا نائب اور اس کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس کے مشن کا وارث ہوتا ہے۔ تو انبیا علیہم السلام یا ان کے نائبین کے دنیا سے رخصت ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جماعت یا اُن کا مشن ختم ہوگیا۔ قرآن نے کہا: ''وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِىٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ'' کتنے ہی انبیا گزرے ہیں، کہ اُن کے ساتھ اللہ والوں نے مل کر طاغوت اور ظلم و کفر کے نظام کے خلاف مزاحمت اور جدوجہد اور کوشش کی ہے۔ اس آیت میں ایسی جماعت کی خصوصیات قرآن نے یہ بیان کی ہیں:

''فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' پہلی خصوصیت یہ ہے کہ انھیں اللہ کے راستے میں جو مصیبت بھی پہنچتی ہے، جو تکلیف بھی آتی ہے__ اس سے بڑی تکلیف اور اذیت کیا ہے کہ ان کا رہبر و رہنما ان میں سے اٹھ جائے__ اس کی وجہ سے فَمَا وَهَنُوْا، ان میں بزدلی اور کمزوری پیدا نہیں ہوتی۔ ان کے عزم میں خلل نہیں آتا۔ وہ پورے حوصلے، جرأت اور ہمت اور دلیری کے ساتھ باہم مل کر کام کر رہے ہوتے ہیں، ایسے ہی وہ اپنا کام جاری رکھتے ہیں۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وَمَا ضَعُفُوْا ۔ وہ کمزور نہیں پڑتے۔ نہ وہن پیدا ہوتا ہے، نہ ہی کمزوری اور ضعف آتا ہے۔ اور تیسری خصوصیت یہ کہ وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ اور نہ ہی وہ دشمن کے مقابلے پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتے ہیں۔ وہ اپنی تنظیمی قوت اور اپنی اجتماعی طاقت وقوت کے ذریعے سے اُسی طرح حوصلے کے ساتھ کام کرتے ہیں، جیسے پہلے کر رہے تھے۔ دنیا کی کوئی طاقت انھیں نہیں توڑ سکتی۔ اس مصیبت سے ان میں بزدلی، کم حوصلگی، مرعوبیت، پستی، کم ہمتی پیدا نہیں ہوتی۔ قرآنِ حکیم نے اسی موقع پر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝۔ مصائب و مشقت کے موقع پر اپنے نظریے پر جماؤ اور صبر واستقامت کرنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے۔ اللہ کی محبت، صبر واستقامت کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

قرآنِ حکیم نے اس جماعت کی ایک اور خصوصیت بیان کی: وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ، وہ صرف ایک بات کہتے ہیں، کتنی ہی مصیبت آئے، کتنی ہی مشقتیں پیدا ہوں، کتنے ہی گھمبیر حالات کیوں نہ ہوں، وہ ایک دعا مانگتے ہیں: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اے اللہ ہمارے اس اجتماعی کام میں ہم سے جو غفلت ہوئی، بے دھیانی میں کوئی غلط کام ہوگیا، کام جیسے سرانجام دینا چاہیے تھا، اس میں کوتاہی ہوگئی، کوئی گناہ سرزد ہوگیا، اے اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ ہم نے جو کام اپنے ذمے لیا تھا، اس میں کوئی ہم سے زیادتی ہوگئی، کوتاہی ہوگی، وَاِسْرَافَنَا فِىْۤ اَمْرِنَا انسان ہے، کوئی بھول چوک، کوئی لغزش، کسی بات کو درست طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے کام کرنے میں کچھ غلطی ہوگئی۔ نیت اور ارادہ درست تھا، نظریہ صحیح تھا، مقاصد و اہداف واضح تھے، لیکن انسان بشر ہے، کوئی غلطی کوتاہی ہوگئی تو اے اللہ! ہماری اس کوتاہی کو معاف فرما۔ اس میں کوئی اونچ نیچ ہوگئی۔ دنیا میں کوئی کام سوفی صد نہیں ہوا کرتا۔ کچھ نہ کچھ کمی رہ جاتی ہے تو اپنی کمی کا اعتراف۔ اے اللہ! اسے معاف فرما اور آئندہ کے لیے وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا ہمارے قدموں کو مضبوط بنا، انھیں جمادے۔ بنیادی مشن سے ہمارا انحراف نہ ہو، ہدایت کے بعد کجی نہ پیدا ہو۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا (8:3) ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا ہمارے قدموں کو مضبوط بنا۔ جماؤ پیدا کر۔

اگلی بات قرآنِ حکیم نے کہی: وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اے اللہ! اے رب! اے پروردگار! کفر، ظلم اور طاغوت کے نظام کا غلبہ توڑنے میں ہماری مدد فرما۔ اس دعا کے تین بنیادی اجزا ہیں: اس کام میں کوتاہی کا اعتراف کرتے ہیں، اسے معاف فرما۔ دوسری بات ثبت اقدامنا ہمیں ثابت قدم رکھ اور تیسری بات وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۔ ہمیں کفر، ظلم قائم کرنے والوں پر غلبہ عطا فرما۔ ہماری مدد کر، ہماری نصرت فرما۔ ان آیاتِ مبارکہ میں ایک واضح نظریہ انبیا علیہم السلام کے جانشینوں کو دے دیا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ جماعت کی یہ اعلیٰ ترین خصوصیات ہیں۔ اور جماعت کا یہ تسلسل آج تک الحمد للہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ہمیشہ قیامت تک ہر دور میں ایک جماعت ضرور قائم رہے گی۔ **"لاتزال طائفة من امّتی قائمین علی الحقّ"**، میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ **لا یضرّھم من خالفھم.** اُن کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے، نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ قرآن نے دوسری جگہ پر کہا: لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ (3:111) تمھیں اس کے علاوہ کوئی اور کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے کہ اذیت دیں، تکلیف دیں گے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ تمہارے مشن کو ختم کردیں، تمہارے نظریے کو مٹا دیں، جماعت کو نیست و نابود کردیں۔ ایسے کاموں میں تکلیفیں تو آیا کرتی ہیں۔ تکلیفوں اور مشقتوں کو دیکھ کر تو صحابہؓ نے غزوۂ احزاب کے موقع پر کہا: وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ (33:22)

rahimia.org

یہ تو وہ ہے جس کا اللہ نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اللہ اور اس کا رسول بالکل سچا ہے۔ اور مخالفتوں، مصیبتوں اور مشقتوں میں وہ پُرعزم ہو کر مقابلہ کرتے ہیں۔ بزدلی اور کوئی کوتاہی ان سے نہیں ہوتی۔ اس کے لیے اپنا تن من دھن قربان کر دیتے ہیں۔

دین کی ایک جماعت ضرور قائم رہتی ہے۔ صحابہؓ کی تربیت سے تابعین، تابعین کی تربیت سے تبع تابعین، تبع تابعین کی تربیت سے علمائے ربانیین پیدا ہوئے۔ اور ''ربانی''، جن کا تذکرہ ''ربیون'' میں ہے، ربانی کی جمع ہے۔ یہ ربانی، اللہ والے لوگ، رب والے لوگ، ان کا تسلسل چلتا رہا۔ اور یاد رکھیے کہ ہمیشہ ایک طائفہ اور جماعت رہی ہے۔ یہ تسلسل محدثین، مفسرین، علمائے شریعت وطریقت اور سیاست سے ہوتا ہوا، امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا، جو تمام سلاسل طریقت اور تمام مکاتبِ شریعت اور تمام مظاہر سیاست کی جامع شخصیت ہیں۔ اور ان کی نمائندگی اور جامعیت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ میں منتقل ہوئی۔ اور پھر ان کی جماعت کے ذریعے سے آگے منتقل ہوتی ہے۔ اسی جماعت کا مظہر شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کی جدوجہد، حضرت سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ کی قربانیاں ہے۔ اسی جماعت کا تسلسل امام شاہ محمد اسحاق دہلویؒ اور ان کی اجتماعیت ہے۔ اسی جماعت کا تسلسل سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ اور اسی جماعت کا تسلسل شیخ الہند مولانا محمود حسن، قطب الارشاد مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ، قطب عالم حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، یہ ایک جماعت ہے۔ قطبِ عالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے ایک جماعت بنائی۔ حضرتؒ کے وصال کے بعد اس جماعت کی نمائندگی آپؒ کے تمام خلفا نے کی۔ شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اُس جماعت کی اجتماعیت کو برقرار رکھتے ہوئے اگلے دور کی اجتماعیت قائم کرتے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز رائے پوری اور ان کی ایک جماعت ہے۔ آپ اندازا لگائیے کہ یہی جماعت جو حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس اللہ سرہٗ السعید تک پہنچتی ہے۔

حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ ایک نیک بخت اور سعید شخصیت تھے۔ خطبے میں ایک حدیث پڑھی گئی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعید وہ ہے، جو اپنی ماں کے پیٹ سے ہی سعید ہوتا ہے۔ ''السّعید مَن سَعِدَ فی بطن اُمّہٖ.'' اور صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، اس کی روح اس کے جسم میں ڈالی جاتی ہے تو فرشتہ چار باتوں کا اعلان کرتا ہے۔ ان میں ایک اس بات کا بھی اعلان ہوتا ہے کہ: سعید ام شقیّ۔ ''یہ سعید ہوگا یا بدبخت۔''

حضرت اقدس قدس سرہ السعید ماں کے پیٹ سے ہی سعید پیدا ہوئے ہیں۔ آپؒ ایک بزرگ خانوادے حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ العزیز کے گھر پیدا ہوئے۔ اور حضرت کے خاندان کے بارے میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ارشاد فرمایا کہ: ''خاندان ہے تو مولانا عبدالعزیز صاحب کا ہے۔ جو حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے نسبت رکھتے ہیں۔ خاندان تو ان کا خاندان ہے۔'' اس خاندان کی عظمت کی گواہی خود حضرتِ اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اپنی مجالس میں دی۔ ماں کے پیٹ سے ہی آپؒ سعید پیدا ہوئے۔ ایک دفعہ حضرتِ اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ حضرت کے گاؤں گمتھلہ میں تشریف لائے تو حضرت شاہ سعید احمدؒ کی عمر کوئی سات آٹھ سال تھی۔ کھانے کا دسترخوان لگا تو حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ حضرت کے ہاتھ دھلوانے کے لیے لوٹا اٹھائے چلے آرہے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمایا کہ: بیٹا سعید! تم نے یہ کیوں مشقت برداشت کی؟ ملازم سے کہنا تھا، وہ لے آتا۔ اور یہ تو نوکروں کا کام ہوتا ہے۔ تم تو سعید ہو تو حضرتؒ نے بے ساختہ فرمایا: ''اَجی حضرت! میں آپ کا تو نوکر ہی ہوں۔'' اب سات آٹھ سال کی عمر کا بچہ حضرت سے کہہ رہا ہے کہ: میں تو آپ کا نوکر ہوں۔ یہ بچپن کی وہی سعادت اور نیک بختی ہے کہ وہ حضرت کا ملازم بننے کے لیے تیار ہے۔ گویا صحبت اور ملازمت اُسی وقت سے شروع کر دی۔ ابھی شریعت کے احکامات آپ پر لاگو نہیں ہوئے، لیکن شیخ کی محبت شروع دن سے دل میں پیدا ہو گئی۔ اور یہ محبت ہی ہے جو دراصل نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ انسان کے جوہر کو نکھارتی ہے۔ بچپن میں ماں کے پیٹ سے جو سعادت لے کر پیدا ہوئے، اسی کا اثر ہے کہ حضرتِ اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے محبت کے نتیجے میں آپؒ کے اندر بلند استعداد کی نشوونما اور ترقی ہوئی۔

حضرتِ اقدس قدس سرہٗ السعید ایک عالم ربانی، رہبر کامل، مصلح امت اور ایک عظیم دینی رہنما تھے۔ انھوں نے اپنے آپ کو مٹا کر اپنی پوری زندگی انبیا علیہم السلام اور صدیقین کے مشن کو زندہ کرنے میں خرچ کر دی۔

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے لکھا ہے کہ: ''انسانی روح میں عرشِ الٰہی اور ملاءِ اعلیٰ کی طرف محبت کی چنگاری فطری طور پر رکھ دی گئی ہے۔'' اُس کو آگ لگانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ محبت کی آگ شیخ کی صحبت سے لگتی ہے اور شیخ کی صحبت پانچ چھ سال کی عمر میں ایک بچے کو حاصل ہوتی ہے۔ تو آپ بتلائیے کہ جوانی میں اُس کی یہ محبت کیسا شعلۂ جوالہ ہوگی۔ یہی محبت، مشائخ کے واسطے سے انبیا علیہم السلام تک اور پھر ذاتِ خداوندی تک پہنچتی ہے۔ وہ محبت آہستہ آہستہ اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اس طرح انسان اُن کی نسبتوں کا امین ہوتا ہے۔ مجالس حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ میں ہے کہ نوجوانی اور تعلیم کے زمانے میں ہی حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے بارے میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں کہ: ''واقعی سعید، سعید ہے۔'' اس کے بعد حضرت رائے پوری ثانیؒ نے آپؒ کو 1950ء میں خلافت دی اور پہلی دفعہ حضرت 1950ء میں پاکستان آئے۔ 52-1951ء میں اپنے ایک خلیفہ کو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ خط لکھتے ہیں کہ: دیکھو! ہمارے مولوی سعید احمد صاحب پاکستان آگئے ہیں۔ تم ان سے تعلق رکھنا اور ان کے ساتھ پورا تعاون کرنا۔

آپ دیکھیے کہ جو فرد 1950ء میں ہی تربیت کے مراحل طے کر چکا ہے۔ آج 2012ء تک باسٹھ سال کی طویل جدوجہد اور کوشش ہے۔ اس باسٹھ سال میں بارہ سال، 1950ء سے لے کر 1962ء تک حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی جماعت کا حصہ بن کر آپؒ نے کام کیا۔ انفرادیت نہیں ہے کہیں بھی۔ جماعت کا حصہ بن کر کام کیا اور جو مشن حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ان کے سپرد کیا نوجوانوں تک دینی شعور پہنچانے کا، اُن کو راستہ دکھانے کا، اپنے شیخ کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہو کر اس مشن پر کام کیا۔ اور جب اللہ کے حکم سے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اس دنیا سے تشریف لے گئے، اور جماعت کے مرشد اور قائد حضرت شاہ عبدالعزیز بنے، تو تیس سال اُن کی جماعت کا حصہ بن کر اُن کے حکم کے تابع، اُن کے ارشاد کے مطابق، اُن کی اجتماعیت کے ساتھ مل کر کام کیا۔ گویا کہ 42 سال تک اپنے مشائخ کی جماعت کا حصہ بن کر، اُن کے حکم کے مطابق کام کیا۔ پھر 3 جون 1992ء کو حضرت

rahimia.org

شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کا وصال ہوا ہے۔ اور اس جون 2012ء میں بیس سال اور یہ کچھ اوپر مہینے۔ اس 20 سال کے عرصے میں آپؒ سلسلہ رائے پور کی اس جماعت کے مرشد و قائد بنے۔ اور اس 20 سال میں بھی، کبھی بھی ہم لوگوں کو، اپنی جماعت کو حضرت نے حکم نہیں دیا۔ کہا کہ: جو جماعت فیصلہ کرے، میں اس کے مطابق چلوں گا۔ باوجود یہ کہ یہ جماعت انھیں اپنا پیرو مرشد، رہبر و رہنما مانتی ہے۔ جماعت نے جو شیڈول بنا دیا، جو نظم بنا دیا، آپؒ اُس نظم کی پابندی فرماتے تھے۔ بلکہ ہم غفلت کر جاتے۔ پروگرام کی تاریخ طے ہوگئی کہ فلاں جگہ اتنے بجے اور اس تاریخ کو پہنچنا ہے، حضرت اُس وقت کے مطابق تیار ہو کر بیٹھے ہوتے۔ اور ہمارے جیسے ناکارہ لوگ، بسا اوقات ابھی تیاری کر رہے ہوتے۔ انفرادیت نہیں، بلکہ جماعت کی اجتماعیت ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: ”یدُ اللّٰہ علی الجماعة.“ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ ”مَن شَذّ شُذّ فی النّار.“ جو جماعت سے علاحدہ ہوگیا، جہنم میں گیا۔ دراصل علمائے ربانیین کی ایک اجتماعیت ہے۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ حضرتِ اقدس قدس سرہٗ السعید ایک عالم ربانی، رہبر کامل، مصلح امت اور ایک عظیم دینی رہنما تھے۔ انھوں نے اپنے آپ کو مٹا کر اپنی پوری زندگی انبیا علیہم السلام اور صدیقین کے مشن کو زندہ کرنے میں خرچ کر دی۔ آپؒ نے ان کے طریقۂ تربیت کو اختیار کیا۔ جس کی تفصیلات آپؒ نے ہمارے صدر محترم حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور ہمارے نائب صدر حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی کی زبانی سنیں۔ حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تیار کردہ جماعت نے احقر پر جو اعتماد کا اظہار کیا ہے، یہ دراصل جماعت کی بات ہے۔ انفرادیت کی بات نہیں ہے۔ جماعت کے صدر، حضرتؒ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ اس اجتماعیت کو ہم سب نے اجتماعی طور پر لے کر چلنا ہے۔ یہ کسی فرد کی بات نہیں، کوئی ناتواں کندھا اکیلا یہ کام نہیں کر سکتا۔ آپ حضرات کے تعاون سے ہی اس ذمہ داری سے پورے طور پر عہدہ برآ ہوا جا سکتا ہے۔ ہم سب نے مل کر یہ کام کرنا ہے۔ حضرت نے ہمیں یہ مشن سونپا ہے۔ اور ہم سب اس بات کا عزم اور ارادہ پوری ہمت اور جرأت کے ساتھ کرتے ہیں کہ ہم انبیا علیہم السلام کے اس مشن، اولیاء اللہ کی ان تعلیمات اور حضرت اقدس قدس سرہ السعید کی برپا کی ہوئی اس تحریک کو اپنے تن من دھن، اپنی اجتماعیت اور اپنی تمام تر قوت اور توانائی کے ساتھ برقرار رکھنے اور جدوجہد کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پورے صبر و استقامت کے ساتھ انبیا اور ان کے جانشینوں کی نسبتِ قویہ کے ساتھ آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ غم کے اس موقع کو ہمارے عزم و ہمت میں یقیناً بھرپور تحریک پیدا کرنے کا ذریعہ بننا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نصرت و مدد فرمائے۔ آمین!

بقیہ خطاب حضرت مفتی سعید الرحمٰن صاحب

ان شاء اللہ حضرت کا یہ مشن مزید ترقی کرے گا اور حضرت کی یہ محنت اسی معاشرے پر غالب آ کر رہے گی۔ یہ سوسائٹی منتظر ہے اس فکر کی۔ جتنے بھی مروجہ طریقے ہیں، سارے ناکام ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کی ناکامی واضح ہوتی جا رہی ہے۔ بہت سی جماعتوں کی ناکامی اب پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ جو چند ایک رہ گئی ہیں، وہ بھی چند سالوں میں ختم ہو جائیں گی۔ مستقبل اسی فکر کا ہے، اسی مشن کا ہے، حضرت کی اسی جدوجہد کا ہے۔ ان شاء اللہ دوست اس فکر کو آگے لے کر بڑھیں گے اور حضرت کا یہ مشن اس دنیا کے اندر پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔

رفتارِ کار ۔۔۔۔۔

مولانا سید نفیس مبارک ہمدانی

حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے وصال پر تعزیت کے لیے ادارہ رحیمیہ لاہور میں علما و مشائخ کی آمد

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال پر حضرتؒ کے قائم کردہ دینی مرکز ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں تعزیت کے لیے علما و مشائخ کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ آنے والے حضرات نے حضرتِ اقدس رائے پوری رابعؒ کی وفات کو ملتِ اسلامیہ کے لیے ایک عظیم نقصان سے تعبیر کیا ہے۔ ان حضرات نے حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کی اس جدوجہد کو خراجِ تحسین پیش کیا، جو انھوں نے نوجوانانِ ملت میں دینی شعور و آگہی کے فروغ کے لیے کی ہے۔ بلاشبہ حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کی انقلابی جدوجہد نے مایوسی و مرعوبیت اور پژمردگی کے اس ماحول میں دینی نظریے پر سماجی تشکیل کے قرآنی نظریے کو پوری جرأت و ہمت کے ساتھ نوجوانانِ اسلام کے دل و دماغ میں پیوست کر دیا ہے۔

اب تک تعزیت کے لیے ادارہ رحیمیہ میں آنے والے حضرات میں سب سے پہلے حضرت خواجہ خان محمدؒ کے خلیفہ اور رائے ونڈ تبلیغی مرکز میں مقیم حضرت مولانا نذر الرحمٰن صاحب ہیں، جو حج پر تشریف لے جانے والے امیر تبلیغ بھائی عبدالوہاب صاحب کے حکم پر نہ صرف نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے، بلکہ اس کے بعد تدفین کے موقع پر بھی موجود رہے۔ انھوں نے حضرت اقدس رائے پوریؒ کے جانشین حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے اعزہ اور خلفا سے تعزیت بھی کی۔ اسی طرح حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ کندیاں شریف بھی مؤرخہ 30/ستمبر کو خاص طور پر ادارہ رحیمیہ میں تشریف لائے۔ انھوں نے حضرت کی خدمات کو سراہا اور زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے ادارے کی لائبریری اور دیگر تعلیمی و تربیتی نظام کا مشاہدہ بھی کیا اور اس مرکز کی آبادی کے لیے دعا بھی کی۔

ادارے میں تشریف لانے والے دیگر حضرات میں حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور بھی ہیں۔ انھوں نے مغرب کی نماز بھی ادارے میں ادا فرمائی اور حضرت کے لیے تعزیتی کلمات ارشاد فرمائے۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالا بھی ادارہ میں تشریف لائے اور حضرت کے سانحۂ ارتحال پر تعزیت کرتے ہوئے ان کی خدمات کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ انھوں نے ظہر کی نماز ادارہ میں ادا فرمائی۔ اسی طرح حضرت مولانا محبّ النبی مہتمم دار العلوم مدنیہ رسول پارک لاہور، حضرت مولانا عبدالرحمٰن شیخ الحدیث دار العلوم اسلامیہ، کامران بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور، حضرت مولانا ڈاکٹر محمود الحسن عارف سیکرٹری رابطہ ادب الاسلامی، حضرت مولانا عبدالرشید انصاری مدیر ماہ نامہ ”نور علیٰ نور“ فیصل آباد، مولانا ریحان ضیاء فاروقی صاحب آف سمندری، حضرت مولانا قاری محمد رمضان صاحب خطیب مکی مسجد ملتان روڈ لاہور اور مہتمم مدرسہ تحفیظ القرآن لاہور، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی ترجمان جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا حمید حسین صاحب ناظم دار العلوم مدنیہ للمسلمات، حافظ ٹاؤن لاہور، حضرت مولانا برکت اللہ صاحب مہتمم جامعہ حسینیہ صلاح الدین سٹریٹ، اسلامیہ پارک لاہور ہیں۔ ان تمام حضرات نے حضرت اقدس رائے پوریؒ کے جانشین اور دیگر خلفا اور ادارہ کی انتظامیہ سے تعزیت کی اور حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کی قربانی، جدوجہد اور کوششوں کو تہہ دل کے ساتھ خراجِ تحسین پیش کیا۔ اور اس بات کا اظہار کیا کہ بلاشبہ حضرتِ اقدس رائے پوریؒ نے مشکل ترین حالات میں دین کے غلبے کے نظریے کو زندہ کرنے کے لیے زبردست کردار ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے قائم کیے ہوئے اداروں کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور ان کے فیض کو ہمیشہ جاری رکھے۔

حضرتِ اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید
کے جانشین، خلفا اور مجازین

تحریر: حضرت مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید نے سلسلۂ عالیہ کے رحیمیہ رائے پور کے فروغ کے لیے تیس حضرات علما و فضلا پر اپنے اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے انھیں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔ حضرتِ اقدس رائے پوری رابع قدس سرہٗ السعید نے رمضان 1419ھ/ 1999ء میں حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد دامت برکاتہم العالیہ کو سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ اور پھر اس کے بعد خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے امور بتدریج ان کے سپرد کر کے ان پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اسی طرح 1999ء، 2006ء اور 2007ء میں رائے پور (انڈیا) کے اسفار کے دوران خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے نظم و نسق کی ذمہ داری بھی انھیں پر ڈالی تھی اور خانقاہی امور اُن کے سپرد فرما دیے تھے۔ اس طرح اپنی زندگی میں ہی انھیں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ اپنے وصال سے 10 روز پہلے حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ کو وصیت فرماتے ہوئے نہ صرف تمام امور سپرد فرمائے، بلکہ اپنی جائیداد کی وراثت کو شریعت کے مطابق تقسیم کرنے جیسے امور بھی انھیں سپرد کیے اور اپنے اہل خانہ اور متعلقین کو ان کی بات ماننے کا حکم فرمایا تھا۔ نیز 1995ء سے 2012ء تک آپؒ نے جن حضرات کو بھی اجازت و خلافت مرحمت فرمائی، اس کا اعلان بھی حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد دامت برکاتہم العالیہ سے کروایا۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید کے وصال کے بعد مؤرخہ 27/ستمبر 2012ء کو ہندوستان و پاکستان میں آپؒ کے تمام خلفا نے باہمی مشاورت کے ساتھ متفقہ طور پر انھیں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تمام امور کی انجام دہی کے لیے حضرت اقدسؒ کا جانشین تسلیم کیا اور ان پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا۔ جس کا اعلان جنازے کے موقع پر حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی صاحب نے کیا۔ حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے جن حضرات پر اپنے اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے سلسلۂ رائے پور میں اجازت دی، ان کے نام درجِ ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام	شہر
1	حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد (جانشین حضرت رائے پوریؒ)	لاہور
2	حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب (شیخ التفسیر)	ملتان
3	حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی صاحب (شیخ الحدیث)	بورے والا
4	حضرت مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی صاحب (استاذ الحدیث ادارہ)	لاہور
5	حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب (شیخ الحدیث اشاعۃ العلوم)	چشتیاں
6	حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن صاحب (خطیب جامع مسجد درزیاں)	نوشہرہ
7	حضرت مولانا محمد الیاس میواتی صاحب	میوات (انڈیا)
8	حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب (شیخ الحدیث مدرسہ شاہی)	مراد آباد (انڈیا)
9	حضرت مولانا محمد اختر (مہتمم جامعہ اسلامیہ، ریڑھی تاج پورہ)	سہارنپور (انڈیا)
10	حضرت مولانا محمد افضل صاحب (استاذ کنگ فہد یونیورسٹی، دہران)	سعودی عرب
11	حضرت مولانا مفتی محمد اشرف عاطف صاحب	سعودی عرب
12	حضرت مولانا صاحبزادہ سید رشید احمد صاحب (خانقاہ یٰسین زئی)	ڈیرہ اسماعیل خان
13	حضرت جناب سید مطلوب علی زیدی صاحب	راولپنڈی
14	حضرت جناب ڈاکٹر لیاقت علی شاہ صاحب (ناظم رحیمیہ کیمپس)	سکھر
15	حضرت مولانا قاضی محمد یوسف صاحب (مہتمم جامعہ خادم علوم النبوۃ)	حسن ابدال
16	حضرت مولانا ڈاکٹر تاج افسر صاحب (مہتمم دار القرآن)	اسلام آباد
17	حضرت مولانا محمد ناصر عبدالعزیز صاحب (مہتمم جامعہ عثمانیہ)	جھنگ
18	حضرت مولانا عبداللہ عابد سندھی صاحب	شکار پور
19	حضرت صاحبزادہ عبدالقادر دین پوری صاحب (خانقاہ دین پور)	بہاولنگر
20	حضرت مولانا محمد اشرف اُنڑ صاحب (مہتمم مدرسہ فتح الاسلام)	حیدر آباد
21	حضرت حاجی محمد بلال بلوچ صاحب	قاضی احمد
22	حضرت مولانا مفتی محمد انور شاہ صاحب	کوئٹہ
23	حضرت حافظ ظفر حیات صاحب (پروفیسر لارنس کالج)	مری
24	حضرت صوفی حاجی محمد سرور جمیل صاحب	لاہور
25	حضرت حاجی محمد یوسف جاوید صاحب	عارف والا
26	حضرت حاجی محمد یعقوب صاحب	ہارون آباد

ان حضرات کے علاوہ حضرت اقدس رائے پوری رابع کے ایسے مجازین، جو حضرت کی حیات میں ہی وفات پا گئے، اُن کے نام درجِ ذیل ہیں:

27	حضرت مولانا منظور احسن رحمۃ اللہ علیہ	ساہیوال
28	حضرت مولانا حسین احمد علوی رحمۃ اللہ علیہ	چشتیاں
29	حضرت راؤ عبدالرؤف خاں رحمۃ اللہ علیہ	ہارون آباد
30	حضرت مولانا مفتی محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ	سہارنپور (انڈیا)

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رائے پوری رابع کے موجود خلفا اور مجازین کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور انھیں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فروغ کے لیے قبول فرمائے۔ آمین!

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی (بورے والا)
حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر (چشتیاں)
حضرت مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن (نوشہرہ)
حضرت مولانا عبدالقادر دین پوری (بہاولنگر)
حضرت مولانا رشید احمد (ڈیرہ اسماعیل خان)
محترم سید مطلوب علی زیدی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد اشرف عاطف (سعودی عرب)
محترم ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی (سکھر)
محترم حاجی محمد بلال بلوچ (قاضی احمد)
محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن راؤ (سرگودھا)
محترم انجینئر آفتاب احمد عباسی (کراچی)
محترم سید خالد ریاض بخاری (واہ کینٹ)
حضرت مولانا عبداللہ عابد سندھی (شکار پور)
حضرت مولانا ڈاکٹر تاج افسر (اسلام آباد)
حضرت مولانا محمد ناصر عبدالعزیز (جھنگ)
حضرت مولانا قاضی محمد یوسف (حسن ابدال)
محترم قاری محمد ایاز جدون (مانسہرہ)

پرچہ ہر ماہ کی 3 اور 4 تاریخ کو ارسال کر دیا جاتا ہے۔
ممبرشپ کی رقومات کی ترسیل بنام
''رحیمیہ لاہور'' میزان بینک قرطبہ چوک برانچ لاہور
اکاؤنٹ نمبر: 0219-0100328009 پر کریں!

مدیرِ اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے
اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ، لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس
33/A کوئینز روڈ، لاہور سے جاری کیا۔